ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل
مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 جمعۃ المبارک 09 جون 2017ء
13 رمضان 1438 ہجری قمری ❁ 09 احسان 1396 ہجری شمسی
شمارہ 23

روزے آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

روزے ڈھال ہیں اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہیں۔

(مسند احمد حدیث نمبر 8857)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

خدا کا مقرّب کسی فتنے سے ضائع نہیں ہوتا۔ جو اپنے ربّ مہیمن سے ڈرے وہ نامراد نہیں ہوتا۔
کیا دنیا صادق کی ذلّت کی طمع رکھتی ہے؟ ایسا ہر گز نہیں ہوسکتا۔

عُفِّرْتَ مِنْ سَهْمٍ أَصَابَكَ فَاجِئًا ... أَصْبَحْتَ كَالْأَمْوَاتِ فِي الْجَهْرَاءِ
تُو خاک آلود کر دیا گیا ہے اس تیر سے جو اچانک تجھے آ لگا ہے تو بیابان میں مُردوں کی طرح ہو گیا ہے۔

أَلْآنَ أَيْنَ فَرَرْتَ يَا ابْنَ تَصَلُّفٍ ... قَدْ كُنْتَ تَحْسَبُنَا مِنَ الْجُهَلَاءِ
اے لاف زن! اب تو کہاں بھاگ گیا ہے؟ تُو تو ہمیں جاہلوں میں سے خیال کیا کرتا تھا۔

يَا مَنْ أَهَاجَ الْفِتَنَ قُمْ لِنِضَالِنَا ... كُنَّا نَعُدُّكَ نَوْجَةَ الْحَثْوَاءِ
اے وہ شخص جس نے فتنے برپا کئے؟ ہمارے مقابلے کے لئے اٹھ۔ ہم تو تجھے غبار والی زمین کا طوفان سمجھتے ہیں۔

نُطْقِي كَمُولِيِّ الْأَسِرَّةِ جَنَّةٍ ... قَوْلِي كَقِنْوِ النَّخْلِ فِي الْخَلْقَاءِ
میرا نطق اس باغ کی طرح ہے جس کی وادیوں میں دوسری بار بارش ہوئی ہو۔ اور میرا قول کھجور کے خوشے کی طرح ہے جو زرخیز زمین میں ہو۔

مُزِّقْتَ لٰكِنْ لَّا بِضَرْبِ هَرَاوَةٍ ... بَلْ بِالسُّيُوفِ الْجَارِيَاتِ كَمَاءِ
تُو پارہ پارہ کر دیا گیا ہے لیکن ڈنڈے کی ضرب سے نہیں بلکہ تلواروں سے جو آبِ رواں کی طرح (تیز) تھیں۔

إِنْ كُنْتَ تَحْسُدُنِي فَإِنِّي بَاسِلٌ ... أُصْلِي فُؤَادَ الْحَاسِدِ الْخَطَّاءِ
اگر تو مجھ سے حسد کرتا ہے تو میں ایک دلاور آدمی ہوں حاسد خطاکار کے دل کو جلاتا ہوں۔

كَذَّبْتَنِي كَفَّرْتَنِي حَقَّرْتَنِي ... وَأَرَدْتَّ أَنْ أُسْفٰى كَمِثْلِ عَفَاءِ
تو نے میری تکذیب کی، مجھے کافر کہا اور مجھے حقیر سمجھا اور تو نے ارادہ کیا ہے کہ میں مٹی کی طرح اُڑا دیا جاؤں۔

هٰذَا إِرَادَتُكَ الْقَدِيمَةُ مِنْ هَوًى ... وَاللّٰهُ كَهْفِي مُهْلِكُ الْأَعْدَاءِ
یہ حرص و ہوا کی وجہ سے تیرا پرانا ارادہ ہے اور اللہ میری پناہ ہے جو دشمنوں کو ہلاک کرنے والا ہے۔

إِنِّي لَشَرُّ النَّاسِ إِنْ لَّمْ يَأْتِنِي ... نَصْرٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ لِلْإِعْلَاءِ
میں بدترین مخلوق ہوں گا اگر خدائے رحمان کی مدد مجھے غالب کرنے کے لئے نہ آئے۔

مَا كَانَ أَمْرٌ فِي يَدَيْكَ وَإِنَّهُ ... رَبٌّ قَدِيرٌ حَافِظُ الضُّعَفَاءِ
تیرے ہاتھ میں تو کوئی اختیار نہیں اور خدا کی یہ شان ہے کہ وہ ربّ قدیر اور کمزوروں کا محافظ ہے۔

اَلْكِبْرُ قَدْ أَلْقَاكَ فِي دَرْكِ اللَّظٰى ... إِنَّ التَّكَبُّرَ أَرْدَءُ الْأَشْيَاءِ
تکبّر نے تجھے دوزخ کے نچلے طبقہ میں ڈال دیا ہے۔ یقیناً تکبّر ہر ایک چیز سے بدتر ہے۔

خَفْ قَهْرَ رَبِّ ذِي الْجَلَالِ إِلٰى مَتٰى ... تَقْفُو هَوَاكَ وَتَنْزُوْنَ كَظِبَاءِ
خدائے ذوالجلال کے قہر سے ڈر۔ کب تک تو اپنی خواہش کی پیروی کرے گا اور ہرنوں کی طرح چوکڑیاں بھرتا رہے گا۔

تَبْغِي زَوَالِي وَالْمُهَيْمِنُ حَافِظِي ... عَادَيْتَ رَبًّا قَادِرًا بِمِرَائِي
تو میرا زوال چاہتا ہے جب کہ خدائے نگہبان میرا محافظ ہے مجھ سے جھگڑا کرنے میں تُو نے ربّ قدیر کی دشمنی مول لے لی۔

إِنَّ الْمُقَرَّبَ لَا يُضَاعُ بِفِتْنَةٍ ... وَالْأَجْرُ يُكْتَبُ عِنْدَ كُلِّ بَلَاءِ
(خدا کا) مقرّب کسی فتنے سے ضائع نہیں ہوتا۔ ہر مصیبت کے وقت اس کا اجر لکھا جاتا ہے۔

مَا خَابَ مَنْ خَافَ الْمُهَيْمِنَ رَبَّهُ ... إِنَّ الْمُهَيْمِنَ طَالِبُ الطُّلَبَاءِ
جو اپنے ربّ مہیمن سے ڈرے وہ نامراد نہیں ہوتا کیونکہ یقیناً نگران خدا تو اپنے طالبوں کا طالب ہے۔

هَلْ تَطْمَعُ الدُّنْيَا مَذَلَّةَ صَادِقٍ ... هَيْهَاتَ ذَاكَ تَخَيُّلُ السُّفَهَاءِ
کیا دنیا صادق کی ذلت کی طمع رکھتی ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ تو بے وقوفوں کا خیال ہے۔

إِنَّ الْعَوَاقِبَ لِلَّذِي هُوَ صَالِحٌ ... وَالْكَرَّةُ الْأُوْلٰى لِأَهْلِ جَفَاءِ
لڑائی کا انجام نیکوکار کے حق میں ہی نکلتا ہے البتہ پہلا حملہ اہلِ جفا کا ہوتا ہے۔

شَهِدَتْ عَلَيْهِ خَصِيمُ سُنَّةُ رَبِّنَا ... فِي الْأَنْبِيَاءِ وَزُمْرَةِ الصُّلَحَاءِ
اے مخاصِم! اسی امر پر ہمارے رب کی سنّت گواہ ہے جو انبیاء اور صلحاء کے گروہ میں (جاری) ہے۔

مُتْ بِالتَّغَيُّظِ وَاللَّظٰى يَا حَاسِدِي ... إِنَّا نَمُوتُ بِعِزَّةٍ قَعْسَاءِ
اے میرے حاسد! تو غضب اور آگ کی لپٹ سے مر جا۔ ہم تو قائم و دائم عزّت کے ساتھ مریں گے۔

إِنَّا نَرَى كُلَّ الْعُلٰى مِنْ رَّبِّنَا ... وَالْخَلْقُ يَأْتِينَا لِبَغْيِ ضِيَاءِ
ہم تو یہی پاتے ہیں کہ تمام بلندیاں ہمارے رب سے ہی ملتی ہیں اور مخلوق روشنی کی طلب میں ہمارے پاس آتی ہے۔

هُمْ يَذْكُرُونَكَ لَاعِنِينَ وَذِكْرُنَا ... فِي الصَّالِحَاتِ يُعَدُّ بَعْدَ فَنَاءِ
(اے حاسد) لوگ تیرا ذکر تو لعنت سے کریں گے اور نیک کاموں کے بارے میں ہمارا ذکر فنا کے بعد بھی ہوتا رہے گا۔

هَلْ تَهْدِمَنَّ الْقَصْرَ قَصْرَ إِلٰهِنَا ... هَلْ تُحْرِقَنْ مَّا صَنَعَهُ بَنَّائِي
کیا تو اس محل کو گرا دے گا جو ہمارے معبود کا محل ہے؟ کیا تو اس چیز کو جلا ڈالے گا جسے میرے معمار (اللہ تعالیٰ) نے بنایا ہے؟

يَرْجُونَ عَثْرَةَ جَدِّنَا حُسَدَائُنَا ... وَنَذُوقُ نَعْمَاءً عَلٰى نَعْمَاءِ
ہمارے حاسد چاہتے ہیں کہ ہمارا نصیب جاتا رہے حالانکہ ہم نعمت پر نعمت چکھ رہے ہیں۔

لَا تَحْسَبَنْ أَمْرِي كَأَمْرٍ غُمَّةٍ ... جَاءَتْ بِكَ الْآيَاتُ مِثْلَ ذُكَاءِ
میرے کام کو مشتبہ کام کی طرح نہ جان۔ تیرے پاس تو سورج کی طرح روشن نشان آ چکے ہیں۔

.....................(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 222 تا 224۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 جولائی 2015ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ ماریہ چیمہ بنت مکرم مدثر احمد چیمہ صاحب لندن کا ہے۔ یہ عزیزم علی اقتدار احمد واقفِ نو ابن مکرم شاہد احمد باجوہ صاحب کے ساتھ پندرہ ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کے یہ نکاح ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ شادی میں ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ شادی اور نکاح اس وقت کامیاب ہوتے ہیں جب اس بات کو ہر وقت اپنے سامنے رکھا جائے کہ ہم نے اپنے ہر عمل کو خدا تعالیٰ کی خاطر کرنا ہے۔ اور شادی اور نکاح بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے حکموں میں سے ایک حکم ہے۔ انسان نکاح کرے تا کہ نیک اور اعلیٰ نسل پیدا ہو، انسانیت کی بھڑ وتری ہو۔ اللہ تعالیٰ تو انسان پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان وہ ہے جس میں دواُنس ہوتے ہیں، دو محبتیں ہوتی ہیں۔ ایک بندوں کی محبت اور ایک خدا کی محبت۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ شادی بیاہوں کے موقعہ پہ بھی صرف اسی بات کو سامنے نہ رکھیں کہ شادی ہوگئی اور دنیاوی خواہشات ہیں جو ہم نے ایک دوسرے سے پوری کرنی ہیں۔ یا لڑکی یہ خیال کرے کہ میرا خاوند اچھا دنیادار ہو، کمانے والا ہو اور میرے گھر کو بھرے۔ بلکہ دونوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے کہ دین تلاش کرو اور دین ہمیشہ مقدم ہو۔ جب دین مقدم ہوگا تو آپس کے تعلقات بھی ٹھیک رہیں گے، خدا تعالیٰ کی خاطر ہر کام ہوگا اور آئندہ نسلیں بھی نیک اور قابل وجود بننے والی ہوں گی۔ اللہ کرے کہ یہ رشتہ جو آج قائم ہو رہا ہے ہمیشہ ان باتوں کا خیال رکھنے والا ہو اور آپس میں اعتماد اور محبت کی فضا ہمیشہ ان میں قائم رہے اور نیک نسلیں ان میں سے پیدا ہوں۔

حضور انور نے فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد فرمایا:۔

رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرلیں۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

ناصرات الاحمدیہ جرمنی کے سہ ماہی رسالہ ''گلدستہ'' کے اجراء پر

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

لندن

20-03-17

پیاری ناصرات الاحمدیہ جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو سہ ماہی رسالہ ''گلدستہ'' کے اجراء کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

اس کے لئے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ نے مجھ سے پیغام بھجوانے کی درخواست کی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ ذیلی تنظیموں کا قیام، خلافتِ احمدیہ کی برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ان کا اجراء فرمایا تا کہ جماعت کے ہر طبقہ کے لوگ خدمتِ دین کے کاموں میں اپنا کردار ادا کرسکیں اور مختلف انداز میں اپنی صلاحیتوں کو ابھارنے اور اپنا دینی تشخّص پیدا کرنے کے مواقع پاسکیں۔ لجنہ اماء اللہ بھی جماعت کی ذیلی تنظیموں میں سے ایک ہے جس کی آگے ایک شاخ ناصرات الاحمدیہ کہلاتی ہے جو پندرہ سال تک کی احمدی بچیوں کی تنظیم ہے۔ پس آپ خدا کے فضل سے جماعت کے مستحکم اور فعال تنظیمی ڈھانچے کا حصہ ہیں جس کا کام اسلام اور احمدیت کی تعلیمات سے سب دنیا کو آگاہ کرنا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی دینی معلومات وسیع ہوں۔ اپنے عقائد سے بخوبی واقفیت ہو اور اسلامی تعلیمات کی پابندی کرتی ہوں۔ مثلاً حیادار لباس پہنیں۔ کوٹ و برقعے کی عمر ہو تو اس کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلیں۔ بیہودہ مجالس، غیر اخلاقی دوستیوں اور انٹرنیٹ اور موبائل فون وغیرہ کی برائیوں سے خود کو بچا کر رکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ''کشتیٔ نوح'' میں بدرفیق اور خراب مجلسوں کو نہ چھوڑنے والوں کو بڑا سخت انذار فرمایا ہے۔ پس اس تعلیم کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ ناصرات کی عمر تعلیم کی عمر ہے۔ اپنی تعلیم پر خاص دھیان دیں اور بہتر مستقبل کے لئے محنت کریں اور دعاؤں سے کام لیں۔ آپ اپنی مصروفیات ایسی بنائیں جن سے آپ کی دین سے محبت ظاہر ہوتی ہو۔ مثلاً ہر جمعہ کو جب میرا خطبہ ایم ٹی اے پر نشر ہو تو اسے سننے کا اہتمام کریں۔ کچھ باتیں ساتھ ساتھ نوٹ بھی کریں تا کہ پوری توجہ خطبے کی طرف مرکوز رہے۔ جن باتوں کی سمجھ نہ آئے گھر میں کسی بڑے سے پوچھ لیں۔ اس سے آپ کا خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق قائم ہوجائے گا۔ دینی علم بڑھے گا۔ سوچ اور خیالات پاک ہوجائیں گے اور خدمتِ دین اور جماعتی پروگراموں میں شمولیت کا جذبہ تقویت پائے گا۔ یاد رکھیں کہ آپ جتنا اپنے آپ کو دین کے قریب رکھیں گی اتنا ہی معاشرتی آلودگیوں سے محفوظ رہ سکیں گی۔ اسی سے سکونِ قلب عطا ہوگا۔ تبلیغ کریں گی تو بات میں اثر ہوگا۔

رسالہ کی انتظامیہ کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر شمارے میں کچھ حصہ قرآن شریف اور احادیث پر مشتمل ہو۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے اقتباسات بھی شامل کریں اور کچھ صفحات میرے خطبات کے لئے مخصوص کرلیں۔ خطبات کو سوال و جواب کی شکل میں بھی شائع کریں تا کہ چھوٹی عمر سے ہماری احمدی بچیوں کی خلافت سے وابستگی مضبوط ہوتی چلی جائے۔ اسی طرح معلومات بڑھانے اور علمی تحقیق کا شوق اجاگر کرنے کے لئے راہنمائی بھی ہو۔ ناصرات سے چھوٹے چھوٹے مضامین اور سبق آموز کہانیاں لکھوا کر انہیں بھی رسالے کا حصہ بنائیں تا کہ وہ محسوس کریں کہ یہ ان کا اپنا رسالہ ہے اور انہیں اس کے مطالعہ میں خاص دلچسپی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 10 رمئی 2017ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم سید صادق نور صاحب (آف ہنسلو۔ ابن مکرم سید گل نور صاحب۔ ہنسلو۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم سید صادق نور صاحب (آف ہنسلو۔ ابن مکرم سید گل نور صاحب۔ ہنسلو۔ یوکے)

29 اپریل 2017ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت سید احمد نور کابلی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت سید صاحب نور کابلی صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے جو دونوں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ ہمدرد اور ملنسار انسان تھے۔ خاندان میں بڑا ہونے کی وجہ سے چھوٹی عمر سے ہی بہن بھائیوں کا خیال رکھتے تھے۔ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ اور جماعت سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور نواسی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم سید حسن خان صاحب (آف لندن) کے بہنوئی تھے۔

نماز جنازہ غائب :

1۔ مکرمہ رضیہ کوثر صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں عبدالحی مرحوم۔ سابق مبلغ انڈونیشیا)

25 مارچ 2017ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ملک عزیز احمد صاحب کی بیٹی اور حضرت ملک نور احمد صاحب کی پوتی تھیں۔ 1956ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھایا اور حضور رضی اللہ عنہ بطور وکیل بھی تھے۔ 14 سال انڈونیشیا میں رہ کر جماعتی کاموں میں اپنے میاں کا ہاتھ بٹاتی رہیں۔ ربوہ میں جلسہ سالانہ پر انڈونیشین خواتین کے وفود کے ساتھ اپنی بیٹیوں کے ہمراہ ڈیوٹی دیا کرتی تھیں۔ انڈونیشین ترجمہ قرآن کے کام میں بھی اپنے میاں کی معاونت کی۔ دس سال تک دارالصدر جنوبی کی صدر لجنہ رہیں۔ لجنہ اماء اللہ پاکستان کی مرکزی عاملہ کی ممبر بھی رہیں۔ خلیفۂ وقت سے خاص محبت اور عقیدت کا رشتہ تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی بڑی عقیدت تھی۔ آپ بڑی ملنسار، مہمان نواز، صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ، بڑی باہمت، صابر و شاکر، متوکل علی اللہ اور بے شمار نیک اوصاف کی حامل خاتون تھیں۔ جماعت کی مالی تحریکات میں پیش پیش رہتیں۔ بڑی مخیر، غریبوں کی ہمدرد اور یتیموں کی خبرگیری آپ کے خاص اوصاف تھے۔ آپ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

2۔ مکرم مرزا منیر بیگ صاحب (آف اسلام آباد۔ پاکستان)

18 فروری 2017ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم مرزا معظم بیگ صاحب برلاس رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے۔ بہت مخلص، دعا گو اور شریف النفس انسان تھے۔ اسلام آباد میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق ملی۔ تبلیغ کا بہت شوق رکھتے تھے۔ اکثر کسی نہ کسی کو کھانے پر بلاتے اور تبلیغ کا موقعہ ڈھونڈھتے تھے۔ خلافت سے گہرا لگاؤ تھا۔ قرآن کریم سے بہت محبت کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم رضوان بیگ برلاس صاحب کو جماعت کی طرف سے لگائی جانے والی تبلیغی نمائشوں میں معاونت کی توفیق مل رہی ہے۔

3۔ مکرمہ امۃ النصیر نذیر صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا نذیر احمد مرحوم۔ آف گلشن عسکری کراچی)

7 مارچ 2017ء کو وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تھا۔ اٹھائیس سال کراچی میں اپنے حلقہ کی صدر لجنہ رہیں اور تا وفات اس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق پائی۔ تمام ممبرات سے ذاتی محبت کا تعلق تھا، سب کی خبرگیری کرتیں۔ صوم و صلوٰۃ

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم ۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 453

مکرمہ غنیٰ صبحی العجان صاحبہ (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرمہ غنیٰ صبحی العجان صاحبہ آف سیریا کے احمدیت کی طرف سفر کے احوال کا ایک حصہ پیش کیا تھا۔ وہ بیان کررہی تھیں کہ ان کا خیال تھا کہ یہ مسیح موعود کی آمد کا زمانہ ہے اور اس زمانے میں مسیح موعود کے ظہور کی خبر میڈیا کے ذریعہ ہی نشر ہوگی اور ٹی وی اس کا بہترین ذریعہ ہے اس لئے انہیں اپنی جماعت کے فتویٰ کے برخلاف ٹی وی پر مختلف دینی چینلز دیکھتے رہنا چاہئے۔ اس کے بعد کیا ہوا؟

رؤیا نے کایا پلٹ دی

مکرمہ غنیٰ صبحی العجان صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ :

اسی رات میں نے ایک رؤیا دیکھا جس نے بعد میں میری زندگی بدل دی۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک بڑے میدان میں ہوں۔ ایسے میں کچھ لوگوں کو ایک ایسی کار میں آتے ہوئے دیکھتی ہوں جس کی چھت پر سیٹلائٹ ڈش لگی ہوئی ہے۔ یہ گاڑی اس وسیع میدان کے درمیان میں پہنچ کر رک جاتی ہے اور اس میں سے کچھ لوگ سامان نکال کر رکھ رہے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے عربی لباس پہنا ہوا ہے اور چہرہ روشن ہے۔ اچانک یہ شخص میدان کے وسط سے میرے سامنے آکھڑا ہوتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے کہ: بہن! تم یہاں پر کیا کررہی ہو؟ میں جواب دینے کی بجائے اس سے پوچھتی ہوں کہ آپ لوگ یہاں کیا کررہے ہیں؟ وہ کہتا ہے کہ ہم نیا ٹی وی چینل کھولنے لگے ہیں۔ کیا تم اسے دیکھوگی؟ میں کہتی ہوں: کیوں نہیں؟ میں ضرور دیکھوں گی۔

اس گفتگو کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ اگلے روز میں ٹی وی لے آئی اور کچھ دیر میں ہی سب کچھ سیٹ کرلیا۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ گزشتہ کچھ عرصہ میں بہت سے نئے دینی چینلز کا اضافہ ہوا تھا۔ باری باری ان چینلز کو دیکھنے کے دوران میں نے محسوس کیا کہ ایک چینل ان سب سے الگ ہے۔ بلکہ یوں لگتا تھا کہ یہ کسی اور ہی زمانے کا چینل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ میں باقی چینلز کو چھوڑ کر کچھ دیر کے لئے اسے دیکھنے لگ گئی۔ یہ چینل ایم ٹی اے تھا اور اس وقت اس پر پروگرام الحوار المباشر چل رہا تھا۔ اس پروگرام کو دیکھنے کے دوران بار بار میری نظر پروگرام کے میزبان کی طرف اٹھتی اور مجھے خیال گزرتا کہ میں نے اسے کہیں دیکھا ہے۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ یہ تو وہی شخص ہے جسے خواب میں مَیں نے وسیع میدان میں سیٹلائٹ چینل کھولتے دیکھا تھا اور پھر اس کے ساتھ خواب میں ہی اس کا چینل دیکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ اپنے وعدہ کو یاد کرکے میں اس چینل کو دیکھنے لگ گئی اور پھر اسی کی ہوکر رہ گئی۔ یہ چینل میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن گیا۔ ان دنوں میں اس چینل پر عیسائیوں کے ساتھ بحث چل رہی تھی۔ دن رات ان بحثوں کو سننے کے باوجود میرا شوق اور دلچسپی کم نہ ہوتی۔ میں کہتی کہ خدایا تیرا شکر ہے کہ تونے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی پیدا کئے ہیں جو عیسائیوں کو مخاطب کرکے آج ''تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ'' کی صدا بلند کررہے ہیں۔

یہی سچا امام مہدی ہے!

میں ان دینی بحثوں میں اسلام کے مضبوط دلائل کو سن کر خود کو روحانی جنت میں محسوس کرتی تھی۔ میں نے اپنی بہن اور خالہ کو بھی اس چینل کے بارہ میں معلومات دیں۔ میری بہن نے گھر میں یہ چینل دیکھنا شروع کیا تو اس کی ہی ہوگئی۔ اس کے خاوند نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کے سمجھانا چاہا لیکن جب وہ چینل دیکھنے سے نہ رکی تو اس کے خاوند نے ریسیور سے ہی اس چینل کو حذف کردیا۔ اسی طرح شروع شروع میں میرا خاوند بھی میرے ساتھ اس چینل کو دیکھتا رہا لیکن پھر خاموشی سے علیحدہ ہوگیا۔

ایک روز میں حسبِ عادت ان کا پروگرام دیکھ رہی تھی کہ اس میں امام مہدی اور مسیح موعود کے الفاظ سن کر ہمہ تن گوش ہوگئی۔ اتنے میں ایک تصویر ٹی وی کی سکرین پر نمودار ہوئی اور اس کے نیچے امام مہدی اور مسیح موعود کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ایک عربی نظم کا یہ شعر پڑھا گیا:

فِي الْقَادِيَانِ أَتَى الْمَهْدِيَ جِبْرِيلُ
فَعَمَّ تِلْکَ الرُّبٰی ذِکْرٌ وَ تَرْتِيلُ

یعنی قادیان میں امام مہدی کے پاس جبرائیلؑ آئے اور پھر اس سرزمین کی فضا ذکرالٰہی اور قرآن کریم کی آیات کی تلاوت سے معمور ہوگئی۔ (یہ مکرم موسیٰ اسعد صاحب آف کبابیر کے ایک قصیدہ کا مطلع ہے)۔

امام مہدی کی آمد کے بارہ میں یہ کلام سنا تو میرا تجسّس مزید بڑھ گیا۔ ابھی میں اس بارہ میں سوچ ہی رہی تھی کہ اس قصیدہ کے بعد امام مہدی کے کلام سے اقتباسات پیش کئے گئے۔ پہلے اقتباس کا پہلا جملہ ہی میری کایا پلٹنے کے لئے کافی ثابت ہوا، جو یہ تھا: وَ واللهِ إِنِّي مِنَ اللهِ أَتَيْتُ وَ مَا افْتَرَيْتُ وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى۔ یعنی خدا کی قسم میں خدا کی طرف سے آیا ہوں نہ کہ میں نے کوئی افتراء کیا ہے۔ یقیناً افتراء کرنے والا خائب وخاسر رہتا ہے۔

یہ الفاظ سنتے ہی میں نے بے اختیار ہوکر کہا کہ یہ کسی سچے شخص کا کلام ہے۔ یقیناً یہ شخص اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور یہی مسیح موعود و امام مہدی ہے۔

ایک ہمدرد شخص

اقتباس کے دوران ہی جب دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی تو اب کی بار میں اس کو دیکھ کر ٹھٹھک کے رہ گئی۔ پھر یکایک میری آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں کیونکہ یہ وہی شخص تھا جسے قبل ازیں مَیں کشفی حالت میں دیکھ چکی تھی۔ میں نے ذکر کیا تھا کہ ایک بار میں نے خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں کرتے ہوئے عرض کی کہ خدایا! آج تیرا صحیح دین کہاں ہے؟ اور آج کس جماعت کو تیری تائید حاصل ہے؟ اس کے بعد میں نے ایک خاص حالت میں محسوس کیا کہ ایک شخص میرے ساتھ آکر کھڑا ہوگیا ہے جو میرے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے آیا ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر دل میں کہا کہ نہ جانے یہ شخص کون ہے؟ اب ٹی وی پر وہی تصویر دیکھ کر مجھے اپنا کشف اور اس کی تعبیر بھی سمجھ میں آ گئی تھی۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس وقت بتایا تھا کہ یہ شخص ہے جس کی جماعت کو خدائی تائید حاصل ہے اور یہی خدا تعالیٰ کے سچے دین کی نمائندہ جماعت ہے۔

میں نے روتے ہوئے اس تصویر کو مخاطب ہو کر کہا کہ آج تُو ہی اسلام کا دفاع کررہا ہے، تُو عیسائیوں کے مزاعم کا ردّ کررہا ہے، تُو ہی سچا مسیح و مہدی ہے، میں تیری تصدیق کرتی ہوں اور تیری بیعت کرتی ہوں۔ حالانکہ اس وقت مجھے علم بھی نہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنی ضروری ہے۔

مَیں ایم ٹی اے کے پروگراموں کے ساتھ جیسے جنت میں رہ رہی تھی۔ میں نے اپنے قریبی لوگوں کو اس چینل اور جماعت کے بارہ میں بتانا شروع کردیا۔ مجھے اس وقت کوئی دلیل تو نہیں آتی تھی اس لئے میں یہی کہتی تھی کہ اگر یہ خدا کی طرف سے نہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ جس شخص کو کچھ عرصہ پہلے میں نے دعا کے بعد خواب میں دیکھا تھا وہی مجھے اس چینل پر مل گیا۔ اکثر لوگوں نے تو میری بات کو سنجیدگی سے نہ لیا تاہم میری بہن اور خالہ نے متعدد ایّام تک ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ ازاں بعد میری والدہ، بھائی اور دیگر دو بہنوں نے بھی بیعت کرلی۔

احمدی خواتین سے ملاقات کا احوال

میری بہن نے کسی طرح سیرین احمدی منیر ادلبی صاحب کا نمبر حاصل کرکے فون کیا اور ملاقات کے لئے ٹائم مقرر کرلیا۔ پھر جب ہم مرکز جماعت پہنچے اور احمدی بہنوں سے ملے تو ایک عجیب منظر دیکھا گیا۔ ہم خوش تھے لیکن دونوں اطراف سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ ایسے لگتا تھا کہ جیسے ہمارے درمیان دیرینہ شناسائی ہے اور عرصہ دراز کے فراق کے بعد اتفاقًا یہ ملاقات ہورہی ہے۔ احباب کرام کے ساتھ تعارف ہوا اور پھر ملاقاتوں، اجلاسات اور نمازوں وغیرہ پر اکٹھے ہونے کا سلسلہ چل نکلا۔ یہ 2007ء کی بات ہے۔

قبول احمدیت کے بعد میری زندگی ہی بدل گئی۔ سب سے بڑی تبدیلی یہ آئی کہ میرے دل میں سب کے لئے خیرخواہی کے جذبات پیدا ہوگئے اور اسی خیرخواہی کے جذبہ کے تحت میں ہر ایک کو جماعت کے بارہ میں بتانے لگ گئی۔

احمدیت کی خاطر جان بھی حاضر ہے!

میرا خاوند پہلے تو اس بات کو کوئی اہمیت نہ دیتا تھا لیکن میری بیعت کے بعد میری مخالفت کرنے لگ گیا۔ بلکہ میرے سسرال والوں نے بھی بہت مخالفت کی اور استہزاء کرنے لگ گئے۔ میں نے انہیں کہا کہ انبیاء کے ساتھ استہزاء کرنے والے خدا کے عذاب کے نیچے آتے ہیں۔ اور پھر یہی ہوا کہ سیریا بدترین خانہ جنگی کی لپیٹ میں آ گیا اور ہم احمدی تو بفضلہٖ تعالیٰ معجزانہ طور پر وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوگئے لیکن میرا خاوند وغیرہ اُدھر ہی رہ گئے۔

سیریا میں حکومتی رِٹ قائم نہ رہی اور مختلف علاقوں پر مختلف گروہوں نے اپنی نام نہاد حکومت قائم کرلی۔

ہم غوطہ نامی دمشق کے مضافاتی علاقہ میں رہتے تھے جو سلفیوں کے زیر تسلط آ گیا اور انہیں نہ جانے کس نے میرے احمدی ہونے کے بارہ میں بتا دیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک شخص کو مجھ سے سوال و جواب کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اس شخص نے میرے خاوند اور بیٹے کے سامنے مجھ سے سوالات پوچھے اور بعد میں ایک تحریر لکھ کر کہا کہ اس پر دستخط کردو۔ میں نے کہا پہلے مجھے پڑھنے دو۔ پڑھنے پر معلوم ہوا کہ اس نے احمدیت کے بارہ میں اپنا مؤقف لکھ کر میری طرف منسوب کردیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں اپنے بیان کردہ مؤقف کے بالکل برعکس اس تحریر پر دستخط کیسے کردوں؟ میرے اصرار پر اس نے دوبارہ سوال و جواب کئے اور وہی بات لکھی جو میں نے کہی تھی۔ چنانچہ میں نے اس پر دستخط کردیئے۔

واپس جاتے ہوئے اس نے کہا کہ ہم سلفی ہیں اور جبهة النصرة کی طرف سے یہ تفتیش کررہے تھے ۔لیکن آپ کو جبهة النصرة کی شرعی عدالت کے سامنے بھی پیش ہونا پڑے گا۔ کچھ دن ہی گزرے تھے کہ ان کی طرف سے حاضر ہونے کا پیغام آ گیا۔ میں نے جاتے ہوئے اپنے خاوند کو بھی ساتھ چلنے کے لئے کہا تو اس لئے نہ صرف خود جانے سے انکار کردیا بلکہ مجھے بھی نہ جانے کا مشورہ دیا۔ میں نے کہا کہ میں وہاں جانے سے ہرگز نہیں ڈرتی کیونکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ میرے خاوند نے کہا کہ وہ تمہیں قتل کردیں گے۔ میں نے کہا کہ اگر یہ لوگ احمدیت کی وجہ سے مجھے قتل کرتے ہیں تو اس راہ میں مجھے موت بھی قبول ہے۔

خدائی تصرّف

میں ان کی عدالت میں حاضر ہوئی۔ وہاں ان کے قاضی نے مجھ سے سوالات کئے اور احمدیت سے تعارف کا واقعہ بھی سنا۔ وہ بار بار قادیانیت کا لفظ بولتا تو میں اسے ٹوکتی کہ قادیانیت کسی جماعت کا نام نہیں ہے۔ میں احمدی مسلمان ہوں اور میری جماعت کا نام جماعت احمدیہ مسلمہ ہے۔ براہ کرم مجھے اور میری جماعت کو اس نام سے پکاریں۔ اس کو بگاڑنے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے جبهة النصرة والوں نے تمہیں تین دن تک جیل میں ڈالنے کے لئے کہا ہے۔ لیکن چونکہ تم ایک قابل احترام عورت ہو اس لئے میں تمہیں گھر واپس بھجوا رہا ہوں تاہم یہ کہتا ہوں کہ تین روز بعد تم یہاں واپس آجانا۔ میں نے کہا کہ میں یہاں سے نکلنے کی کوشش کررہی ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تم نکل گئی تو پھر آزاد ہو۔

میں نے کوشش کی لیکن ان تین دنوں میں وہاں سے نہ نکل سکی اور یوں جبهة النصرة کی عدالت کے سامنے پیش ہونے کا وقت آ گیا۔ میں نے بہت دعا کی اور حضور انور کی خدمت میں بھی دعا اور راہنمائی کا پیغام بھجوایا۔ حضور انور کی طرف سے فوری جواب آیا کہ حکمت کے ساتھ بات کرنے کی کوشش کریں۔

ان شریروں سے بچنے کی صرف ایک ہی راہ تھی کہ میں انہیں لکھ کر دے دیتی کہ میں احمدی نہیں ہوں۔ اور یہ بات مجھے کسی طور قابل قبول نہ تھی۔ میں احمدیت کے لئے مرنے کے لئے تیار تھی، ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کررہی تھی کہ خدایا تو خود ہی کوئی راہ نکال۔ عجیب بات یہ ہے کہ جب میں ان کی عدالت میں گئی تو انہوں نے یہ تحریر لکھ کر رکھی ہوئی تھی اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہاری خیر اسی میں ہے کہ اس پر دستخط کردو۔ میں نے جب وہ کاغذ پکڑا تو دیکھ کر حیران رہ گئی کیونکہ اس پر لکھا ہوا تھا ''میں قادیانی نہیں ہوں۔'' میں نے تو اس بارہ میں قبل ازیں ہی بتفصیل بتایا تھا کہ قادیانیت کسی جماعت کا نام نہیں ہے اور میں قادیانی نہیں بلکہ احمدی مسلمان ہوں۔ اس لئے میں نے فورًا اس کاغذ پر دستخط کردیئے۔

یوں یہ خدائی تصرف ہوا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے کسی بھی مشکل صورتحال سے بچالیا۔ پھر میں خدا کی خاص تائید سے سیریا سے نکلنے میں کامیاب ہوگئی اور اب بفضلہٖ تعالیٰ لبنان میں رہ رہی ہوں۔ میں روزانہ احمدیت کی صداقت کے تازہ بتازہ نشانات دیکھتی ہوں اور پوری آزادی کے ساتھ تبلیغ کرتی ہوں۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

(باقی آئندہ)

ایک طالب علم جب جامعہ میں آتا ہے اس سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ اس کا دینی معیار، اس کا اخلاقی معیار، اس کا رہن سہن، اس کا بات چیت کا طریق، سب دوسروں سے مختلف ہوں اور اس میں آہستہ آہستہ تدریجی ترقی اور بہتری پیدا ہوتی جائے لیکن میدانِ عمل میں آ کر بہت بڑی ذمہ داری آپ کے کندھوں پہ آ پڑی ہے۔ اب آپ صرف طالبعلم نہیں رہے۔ آپ کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ جہاں اپنوں کی تربیت کرنی ہے وہاں غیروں کو اسلام کا خوبصورت پیغام بھی پہنچانا ہے اور یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔
اس ذمہ داری کا احساس ہمیشہ آپ میں نہ صرف پیدا ہونا چاہئے بلکہ بڑھتے رہنا چاہئے۔

یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ کام نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا نہ ہو اور تعلق پیدا کرنے کے لئے آپ کو اپنی نمازوں اور نوافل میں نہ صرف یہ کہ سستی نہیں دکھانی بلکہ انتہائی کانشس ہو کر اس طرف توجہ دینی ہے۔

آپ کا سب سے بڑا مقصد توحید کا قیام ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں گے تبھی آپ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کر سکتے ہیں۔ عبادت کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ آپ توحید کا قیام کر سکیں۔

عبادتوں اور نمازوں کی طرف توجہ دینے کے بعد قرآن کریم کا پڑھنا، اس پر غور کرنا، اس کی تفاسیر پڑھنا یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں جو مختلف آیات کی تشریح فرمائی ہے وہ تفسیر کی صورت میں اب ایک جگہ جمع ہے۔ اس کو مسلسل آپ کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قریباً چوّن سورتوں کی تفاسیر ہیں ان کو پڑھنا چاہئے اور ہمیشہ اپنے مطالعہ کو بڑھاتے چلے جائیں۔ ہر موقع پر یہ کوشش کریں کہ آپ کے جواب قرآن کریم سے آپ کو ملیں اور وہ اسی صورت میں مل سکتے ہیں جب آپ کو اس پر غور کرنے کی اور تدبّر کی عادت ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے۔

آپ لوگ میدانِ عمل میں خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں اور آپ نے اس نمائندگی کا حق ادا کرنا ہے جس میں تربیت بھی شامل ہے، تبلیغ بھی شامل ہے۔

افرادِ جماعت کو یہ احساس بھی آپ نے دلانا ہے کہ آپ لوگ عالم باعمل ہیں۔ ان مولویوں کی طرح نہیں ہیں جو منبر پر کھڑے ہو کر تقریریں تو کر لیتے ہیں لیکن جب اپنی باری آئے تو ان کے معیار بالکل بدل جاتے ہیں بلکہ جو آپ کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں۔

جہاں آپ خود قناعت دکھائیں وہاں عہدیداروں کو سمجھانا بھی آپ کا کام ہے کہ ہمارے اخراجات میں قناعت ہونی چاہئے۔

سلسلہ کی عزت اور عظمت کا خیال رکھنا ایک مربی، مبلغ، واقفِ زندگی کا سب سے بڑھ کر کام ہے۔

جہاں آپ کی عبادتوں کے معیار بلند ہوں وہاں آپ کے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں اور ہر معاملے میں آپ ایک مثالی اخلاق رکھنے والا کردار ادا کرنے والے ہوں۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ۔ یہ وہ نصب العین ہے جو عمومی طور پر جماعت کے ہر فرد کے لئے ہے لیکن مربی کے لئے سب سے بڑھ کر ہے۔ سب سے بڑھ کر چیز یہ ہے کہ تقویٰ بھی ہو۔ ہر ایک مربی کا تقویٰ کا معیار بلند ہو۔

جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل ہونے والی دوسری شاہد کلاس کے طلباء کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا زرّیں نصائح پر مشتمل نہایت اہم خطاب۔

فرمودہ 22/اپریل 2017ء بروز ہفتہ بمقام جامعہ احمدیہ Riedstadt، جرمنی

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

جامعہ کی انتظامیہ کی طرف سے جو ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی گئی ہے اس میں مختلف activities کا بھی ذکر کیا گیا۔ یہ جامعہ کا جو تعلیمی نصاب ہے اور اس کے علاوہ جن باتوں کا تعارف کروایا جاتا ہے یا اس میں شامل ہونے کے لئے کہا جاتا ہے یہ اس لئے ہے تا کہ مربیان جب میدانِ عمل میں آئیں تو ان باتوں کا جہاں ان کو علم ہو وہاں اس کی اہمیت بھی ان پر واضح ہو اور اس بارے میں وہ کوشش کرنے والے بھی ہوں۔ میدانِ عمل میں آ کر آپ لوگوں کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ باوجود اس کے کہ ایک طالبعلم جب جامعہ میں آتا ہے اس سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ اس کا دینی معیار، اس کا اخلاقی معیار، اس کا رہن سہن، اس کا بات چیت کا طریق، سب دوسروں سے مختلف ہوں اور اس میں آہستہ آہستہ تدریجی ترقی اور بہتری پیدا ہوتی جائے لیکن میدانِ عمل میں آ کر بہت بڑی ذمہ داری آپ کے کندھوں پہ آ پڑی ہے۔ اب آپ صرف طالبعلم نہیں رہے، طالبعلم تو انسان ہمیشہ رہتا ہے، قبر تک علم حاصل کرنا چاہئے یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (تفسیر روح البیان جلد 5 صفحہ 275 تفسیر سورۃ الکہف مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2003ء)

لیکن ساتھ ہی آپ کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ جہاں اپنوں کی تربیت کرنی ہے وہاں غیروں کو اسلام کا خوبصورت پیغام بھی پہنچانا ہے اور یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ جو نظم پڑھی گئی ہے اس میں بھی حضرت مصلح موعود نے یہی فرمایا ہے کہ یہ مقصد جس کو ہم نے حاصل کرنا ہے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ پس اس ذمہ داری کا احساس ہمیشہ آپ میں نہ صرف پیدا ہونا چاہئے بلکہ بڑھتے رہنا چاہئے۔ اب دنیا کی نظر آپ پر ہے چاہے وہ احمدی ہیں، غیر احمدی ہیں یا غیر مسلم ہیں۔ کسی بھی قسم کا خوف، دنیاوی خوف آپ لوگوں کے دلوں سے اب دور ہو جانا چاہئے اور اس دنیاوی خوف کو دل سے دور کر کے اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ہر لمحہ آپ کو بڑھتے رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہی ہے جو ہر موقع پر آپ کے کام آئے گا۔ اگر خدا تعالیٰ سے تعلق کا وہ معیار نہیں جو ایک مربی اور مبلغ کا ہونا چاہئے جس نے یہ عہد کیا ہے کہ مَیں دین کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی زندگی وقف کرتا ہوں۔ اب مَیں نہ صرف اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے والا ہوں اور اس تبدیلی میں بڑھتا چلا جاؤں گا بلکہ دنیا کی اصلاح کر کے ان کو بھی خدا تعالیٰ کے قریب لاؤں گا۔ پس یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ کام نہیں ہو سکتا جب تک کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا نہ ہو اور تعلق پیدا کرنے کے لئے آپ کو اپنی نمازوں اور نوافل میں نہ صرف یہ کہ سستی نہیں دکھانی بلکہ انتہائی کانشس ہو کر اس طرف توجہ دینی ہے۔ ایک کوشش کر کے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

مَیں نے دیکھا ہے اکثر مربیان سے جب میں سوال بھی کرتا ہوں تو نوافل میں بہت سستی ہے۔ تہجد کے لئے اٹھنے میں بڑی سستی ہے۔ یہاں خاص طور پر یورپ میں جب گرمیوں کے دنوں میں راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں، دن لمبے ہوتے ہیں، بہت تھوڑا سونے کا وقت ملتا ہے۔ لیکن اس میں بھی آپ لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ نفل کی ادائیگی کے لئے جاگیں اور نفل ادا کریں اور یہی نوافل ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے میں اور بڑھانے میں

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اسلام کی تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔
اگر ہم میں سے ہر ایک اس رہنمائی پر عمل کرنے والا بن جائے تو ایک حسین معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر زندگی گھر سے لے کر وسیع معاشرتی تعلقات تک قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والی تھی۔
پس حقیقی کامیابی اسی وقت ہو سکتی ہے جب ہم ہر معاملے میں اس اُسوہ کو اپنے سامنے رکھیں۔ بعض دفعہ انسان بڑے بڑے معاملات میں تو بڑے اچھے نمونے دکھا رہا ہوتا ہے لیکن بظاہر چھوٹی نظر آنے والی باتوں کو اس طرح نظر انداز کر دیا جاتا ہے جیسے ان کی اہمیت ہی کوئی نہ ہو۔

پس اگر اپنی زندگیوں کو ہم پُرسکون بنانا چاہتے ہیں، اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں انہی اخلاق کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے جو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر معاملے میں ہمارے سامنے پیش فرمائے اور پھر اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق نے ان کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا اور اس پر عمل کی طرف توجہ دلوائی۔

اِس وقت میں اِس حوالے سے مَردوں کی مختلف حیثیتوں سے ذمہ داریوں کے معاملے میں کچھ کہوں گا۔ مرد کی گھر کے سربراہ کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ مرد کی خاوند کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ مرد کی بحیثیت والد کے بھی ذمہ داری ہے۔ پھر اولاد کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ اگر ہر مرد اِن ذمہ داریوں کو سمجھ لے اور انہیں ادا کرنے کی کوشش کرے تو یہی معاشرے کے وسیع تر امن کے قیام کی اور محبت اور بھائی چارے کے قائم کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ یہی باتیں اولاد کی تربیت کا ذریعہ بن کر پُرامن اور حقوق انسانی کے قائم کرنے والی نسل کے پھیلنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ گھروں کے سکون انہی باتوں سے قائم ہو جاتے ہیں۔

اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد بھی جاہل لوگوں کی طرح ہی رہنا ہے، ان مسلمانوں کی طرح رہنا ہے جن کو دین کا بالکل علم نہیں ہے، اپنے بیوی بچوں سے ویسا ہی سلوک کرنا ہے جو جاہل لوگ کرتے ہیں تو پھر اپنی حالتوں کے بدلنے کا عہد کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

اگر گھروں کو پُرامن بنانا ہے، اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے اور ان کو دین سے منسلک رکھنا ہے تو مَردوں کو اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

ہندوستان یا پاکستان سے بھی عورتیں اپنے خاوندوں کے ظلموں کے بارے میں لکھتی ہیں۔ دونوں جگہ، قادیان میں بھی اور پاکستان میں بھی نظارت اصلاح و ارشاد اور ذیلی تنظیموں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور باقی دنیا میں بھی اپنی تربیت کے پروگرام کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ تبلیغ کر رہے ہیں اور دینی مسائل سیکھ رہے ہیں لیکن گھروں میں بے چینیاں ہیں تو اس سب علم اور تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مردوں کی بحیثیت باپ جو ذمہ داری ہے اسے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ صرف یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ صرف ماں کی ذمہ داری ہے کہ بچے کی تربیت کرے۔ باپوں کو بھی بچوں کی تربیت میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔

باپوں کی یہ بھی ذمہ داری بھی ہے کہ دینی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ جہاں بچوں کی تربیت کی طرف عملی توجہ دیں وہاں ان کے لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں۔ یہ بھی ضروری چیز ہے۔

جہاں اسلام باپ کو یہ کہتا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دو اور ان کے لئے دعائیں کرو وہاں بچوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ تمہارا بھی کچھ فرض ہے۔ جب تم بالغ ہو جاؤ تو ماں باپ کے بھی تم پر کچھ حقوق ہیں ان کو تم نے ادا کرنا ہے۔ یہ رشتوں کے حقوق کی کڑیاں ہی ہیں جو ایک دوسرے سے جڑنے سے پُرامن معاشرہ پیدا کرتی ہیں۔

بہر حال ایک مرد کی مختلف حیثیتوں سے جو ذمہ داریاں ہیں اسے انہیں ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے گھروں کو ایک ایسا نمونہ بنانا چاہئے جہاں محبت اور پیار کی فضا ہر وقت قائم رہے۔ ایک مرد خاوند بھی ہے، باپ بھی ہے، بیٹا بھی ہے۔ اس لحاظ سے اسے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے اور مردوں کی بہت ساری حیثیتیں اَور بھی ہیں لیکن یہ تین حیثیتیں مَیں نے بیان کی ہیں۔

قرآن مجید، احادیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور اسوہ کی روشنی میں مَردوں کو نہایت اہم زرّیں نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 19 مئی 2017ء بمطابق 19 ہجرت 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اسلام کی تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اس رہنمائی پر عمل کرنے والا بن جائے تو ایک حسین معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ آج غیر مسلم دنیا جو اسلام پر اور مسلمانوں کے عمل پر اعتراض کرتی ہے اس اعتراض کے بجائے یہ لوگ اسلام کی تعلیم پر صحیح رنگ میں عمل کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کے نمونوں کی مثال دے کر اسلام کے معتقد ہو جاتے۔ قرآن کریم میں بے شمار احکامات ہیں لیکن ان سب کو ایک جگہ ایک فقرے میں اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر جمع کر دیا کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب:22) کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر زندگی گھر سے لے کر وسیع معاشرتی تعلقات تک قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والی تھی۔ مگر بدقسمتی سے مسلمانوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پڑھتی تو ہے، اس بات کو بڑے احترام کی نظر سے بھی دیکھتی ہے لیکن اس پر عمل کے وقت اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ پس حقیقی کامیابی اسی وقت ہو سکتی ہے جب ہم ہر معاملے میں اس اُسوہ کو اپنے سامنے رکھیں۔ بعض دفعہ انسان بڑے بڑے معاملات میں تو بڑے اچھے نمونے دکھا رہا ہوتا ہے لیکن بظاہر چھوٹی نظر آنے والی باتوں کو اس طرح نظر انداز کر دیا جاتا ہے جیسے ان کی اہمیت ہی کوئی نہ ہو۔ جبکہ اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان باتوں کی طرف بہت توجہ اپنے ارشادات میں بھی اور اپنے نمونے میں بھی دلوائی ہے۔

پس اگر اپنی زندگیوں کو ہم پُرسکون بنانا چاہتے ہیں، اگر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں انہی اخلاق کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی ضرورت ہے جو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر معاملے میں ہمارے سامنے پیش فرمائے اور پھر اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق نے ان کو کھول کر ہمارے سامنے رکھا اور اس پر عمل کی طرف توجہ دلوائی۔

اِس وقت میں اِس حوالے سے مَردوں کی مختلف حیثیتوں سے ذمہ داریوں کے معاملے میں کچھ کہوں گا۔ مرد کی گھر کے سربراہ کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ مرد کی خاوند کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ مرد کی بحیثیت والد کے بھی ذمہ داری ہے۔ پھر اولاد کی حیثیت سے بھی ذمہ داری ہے۔ اگر ہر مرد اِن ذمہ داریوں کو سمجھ لے اور انہیں ادا کرنے کی کوشش کرے تو یہی معاشرے کے وسیع تر امن کے قیام اور محبت اور بھائی چارے کے قائم کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ یہی باتیں اولاد کی تربیت کا ذریعہ بن کر پرامن اور حقوق انسانی کو قائم کرنے والی نسل کے پھیلنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ گھروں کے سکون انہی باتوں سے قائم ہو جاتے ہیں۔

آجکل کئی گھروں کے مسائل اور شکایات سامنے آتی ہیں جہاں مرد اپنے آپ کو گھر کا سربراہ سمجھ کر، یہ سمجھتے ہوئے کہ مَیں گھر کا سربراہ ہوں اور بڑا ہوں اور میرے سارے اختیارات ہیں، نہ اپنی بیوی کا احترام کرتا ہے اور اسے جائز حق دیتا ہے، نہ ہی اولاد کی تربیت کا حق ادا کرتا ہے۔ صرف نام کی سربراہی ہے۔ بلکہ ایسی شکایات بھی ہندوستان سے بھی اور پاکستان کی بعض عورتوں کی طرف سے بھی ہیں کہ خاوندوں نے بیویوں کو مار مار کر جسم پر نیل ڈال دیئے یا زخمی کر دیا۔ منہ سُوجا دیئے۔ بلکہ بعض لوگ تو اِن ملکوں میں رہتے ہوئے بھی ایسی حرکتیں کر جاتے ہیں۔ پھر بچوں اور بچیوں پر ظلم کی حد تک بعض باپ سلوک کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد بھی جاہل لوگوں کی طرح ہی رہنا ہے، ان مسلمانوں کی طرح رہنا ہے جن کو دین کا بالکل علم نہیں ہے، اپنے بیوی بچوں سے ویسا ہی سلوک کرنا ہے جو جاہل لوگ کرتے ہیں تو پھر اپنی حالتوں کے بدلنے کا عہد کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

کیا مرد جو خدا کا حق ادا کرنے کی ان پر ذمہ داری ہے اور جو عملی حالت کے معیار بلند کرنے کی ان پر ذمہ داری ہے اسے ادا کر رہے ہیں؟ اگر وہ اسے ادا کر رہے ہوں تو پھر یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کبھی ان کے گھروں میں ظلم ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سب سے پہلے گھر کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے توحید کے قیام کی اہمیت اپنے بیوی بچوں پر واضح فرما کر اس پر عمل کروایا لیکن یہ کام بھی پیار اور محبت سے کروایا۔ ڈنڈے کے زور پر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو گھر کے سربراہ ہونے اور دنیا کی اصلاح اور شریعت کے قیام کی تمام تر مصروفیات ہونے کے باوجود اپنے گھر والوں کے حق ادا کئے اور پیار اور نرمی اور محبت سے یہ حق ادا کئے۔ گھر کا سربراہ ہونے کا حق اس طرح ادا کیا کہ پہلے یہ احساس دلوایا کہ تمہاری ذمہ داری توحید کا قیام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نفل کے لئے اٹھتے تھے اور پھر صبح نماز سے کچھ پہلے ہمیں پانی کے چھینٹے مار کر اٹھاتے تھے کہ نفل پڑھو۔ عبادت کرو۔ اللہ تعالیٰ کے وہ حق ادا کرو جو اللہ تعالیٰ کے حق ہیں۔ (بخاری کتاب الوتر باب ایقاظ النبی ﷺ اھلہ بالوتر حدیث 997) (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب قیام اللیل حدیث 1308)

پھر آپ اپنے گھر والوں کے حق ادا کس طرح فرماتے تھے؟ وہ کام جو بیویوں کے کرنے والے تھے ان میں بھی آپ ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپ مسجد تشریف لے جاتے۔ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب من کان فی حاجۃ اھلہ... الخ حدیث 676)

پس یہ ہے وہ اُسوہ جو ہم نے اپنانا ہے اور ہمیں اپنانا چاہئے۔ نہ کہ بیویوں سے ایسا سلوک جو ظلم کے مترادف ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے گھریلو کاموں کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے مزید فرماتی ہیں کہ اسی طرح آپ اپنے کپڑے بھی خود سی لیتے تھے۔ جوتے ٹانک لیا کرتے تھے۔ گھر کا ڈول وغیرہ مرمت کر لیا کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب من کان فی حاجۃ اھلہ... الخ حدیث 676 جلد 5 صفحہ 298 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

پس ان نمونوں کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سے خاوندوں کو اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور اس پر توجہ دینی چاہئے کہ کیا ان کے گھروں میں یہ سلوک ہیں؟ یہ رویّے ہیں؟

اپنے صحابہ کو خاوند کے فرائض اور اس کے رویّے کے معیار کے بارے میں ایک موقع پر فرمایا جو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خُلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہے۔ (سنن الترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا حدیث 1162)

پس ہر اس شخص کو جس کا اپنی بیویوں سے اچھا سلوک نہیں ہے جائزہ لینا چاہئے کہ اچھے اخلاق اور بیویوں سے اچھے سلوک کا مظاہرہ صرف ظاہری اچھا خُلق نہیں ہے۔ بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ ایمان کے معیار کی بلندی کی بھی نشانی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاوند کے فرائض اور بیویوں سے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”فحشاء کے سوا باقی تمام کج خُلقیاں اور تلخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں“ اور فرمایا کہ ”ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اِتمام نعمت ہے۔ اس کا شکریّہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے (بڑا) سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور علیہ السلام اس بات سے (بہت رنجیدہ ہوئے) بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ اور فرمایا ”ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے“۔ پھر تحریر کرنے والے لکھتے ہیں کہ اس کے بعد حضور علیہ السلام بہت دیر تک معاشرت نسواں کے بارے (میں) گفتگو فرماتے رہے۔ اور آخر پر فرمایا کہ ”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا۔“ (اونچی آواز سے بولے تھے) ”اور مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگِ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے“۔ (اونچی آواز میں بولے تھے اور خیال کیا کہ شاید اس میں دل کا کوئی رنج بھی شامل ہے) ”اور بایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا“۔ (اس کے علاوہ کوئی سختی کا کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا لیکن اس کے باوجود بھی) آپ فرماتے ہیں کہ ”اس کے بعد مَیں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع و خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیتِ الٰہی کا نتیجہ ہے۔“ (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 2-1۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے نمونہ آپ کا۔ اور پھر کسی دوست کے سختی سے پیش آنے پر آپ نے بڑی فکر اور درد کا اظہار کیا اور یہ نصیحت بھی فرمائی کہ ”وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ذرا ذرا سی بات پر لڑتے جھگڑتے ہیں، ہاتھ اٹھاتے ہیں ان کو کچھ ہوش کرنی چاہئے۔ یہ ہاتھ اٹھانا تو خیر علیحدہ رہا جیسا کہ مَیں نے کہا کہ زخمی بھی کر دیتے ہیں۔ ان کے لئے تو بہت ہی فکر کا لمحہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تو ان لوگوں کا پھر ایمان بھی کامل نہیں ہے۔ ان کو اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد تھا اسی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی فکر ہوئی کہ جس کے ایمان کا وہ اعلیٰ معیار نہیں ہے پھر تو وہ کئی جگہ ٹھوکر کھا سکتا ہے۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ بظاہر چھوٹی نظر آنے والی باتیں ہیں لیکن یہ چھوٹی نہیں ہیں۔ ان ملکوں میں تو پولیس تک معاملے چلے جاتے ہیں اور پھر جماعت کی بدنامی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ پھر دنیاوی سزا بھی بھگتتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لیتے ہیں۔

بعض مرد کہہ دیتے ہیں کہ عورت میں فلاں فلاں برائی ہے جس کی وجہ سے ہمیں سختی کرنی پڑی۔ اس پہلو سے مَردوں کو پہلے اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا وہ دین کے معیار پر پورا اترنے والے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی مَردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہو سکتی ہے۔“ (پہلی شرط تو یہی ہے کہ مرد نیک ہو تبھی اس کی بیوی بھی صالحہ

ہوگی۔) فرمایا کہ ”ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے“۔ فرمایا کہ ”قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اُس کا اثر ہوتا ہے“۔ صرف باتوں کی نصیحت نہ کرو۔ صرف ڈانٹ پھٹک نہ کرو بلکہ اپنے عمل سے یہ ثابت کرو کہ تم نیک ہو اور تمہارا ہر قدم خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والا ہے۔ ایسی نصیحت جو عمل سے ہوگی تو فرمایا کہ اس کا اثر ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ”عورت تو درکنار اَور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔“ (کوئی نہیں مانتا جب تک عمل نہ ہو۔) ”اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اُس پر گواہ ہے“۔ فرمایا کہ ”...... جو شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا۔ بہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے“۔ فرماتے ہیں کہ ”بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے، روتا ہے، تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہوگی“۔ فرماتے ہیں کہ ”عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ ...... ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کر سکتا“۔ (عورتوں کو درست کرنے کے لئے کسی سکول کی ضرورت نہیں ہے، کسی ادارے کی ضرورت نہیں ہے۔) ”جتنا خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔“ (اگر اصلاح کرنی ہے تو خاوند اپنی اصلاح کرلیں۔ اپنے عملی نمونے دکھائیں تو ان کی اصلاح ہو جائے گی۔) آپ فرماتے ہیں ”...... خدا نے مرد عورت دونو کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔ یہ مَردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان کا نقص پکڑیں۔ ان کو چاہئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقع نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تُو فلاں بدی کرتا ہے۔“ (کبھی ایسا موقع مردوں کو نہیں دینا چاہئے کہ عورت یہ کہے کہ تم میں فلاں بدی ہے۔ تم تو یہ بدیاں کرتے ہو۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ انسان کو اتنا پاک صاف ہونا چاہئے کہ) ”بلکہ عورت ٹکّریں مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا اسے پتہ ہی نہ مل سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔“ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 208-207۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جب ایسی صورت ہو کہ تلاش کرنے کے باوجود مرد میں کوئی برائی نظر نہ آئے تو تب پھر عورت اگر دیندار نہیں بھی ہے تو دین کی طرف اس کی توجہ پیدا ہوگی۔ یہاں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ عورتیں زیادہ دیندار ہیں۔ بعض دفعہ یہ شکایت کرتی ہیں کہ ہمارے خاوند کی دین کی طرف توجہ نہیں۔

ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان مَردوں سے یہ توقعات ہیں جو آپ کی بیعت میں آئے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مَرد ہیں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جن کی شکایتیں عورتیں لے کر آتی ہیں کہ یہ مرد نماز میں سست ہیں۔ باجماعت نماز تو علیحدہ رہی گھر میں بھی نماز نہیں پڑھتے۔ دین کا علم مَردوں کا کمزور ہے۔ چندوں میں کئی گھروں کے مرد کمزور ہیں۔ ٹی وی پر لغو اور بیہودہ پروگرام دیکھنے کی مردوں کی شکایات ہیں۔ بچوں کی تربیت میں عدم توجہگی کی شکایت مردوں کے بارے میں ہے۔ اور اگر کبھی گھر کا سربراہ بننے کی کوشش کریں گے بھی، باپ بننے کی کوشش کریں گے تو سوائے ڈانٹ ڈپٹ اور مار دھاڑ کے کچھ نہیں ہوتا۔ عورتیں مردوں سے سیکھنے کے بجائے بہت سے گھروں میں عورتیں مردوں کو سکھا رہی ہوتی ہیں یا ان کو توجہ دلا رہی ہوتی ہیں تا کہ بچے بگڑ نہ جائیں۔ جن گھروں میں بھی بچے عدم تربیت کا شکار ہیں وہاں عموماً وجہ مردوں کی عدم توجہ یا بیوی اور بچوں پر بے جا سختی ہے۔ کئی بچے بھی بعض دفعہ آ کے مجھے شکایت کر جاتے ہیں کہ ہمارے باپ کا ہماری ماں سے یا ہم سے سلوک اچھا نہیں ہے۔

پس اگر گھروں کو پُرامن بنانا ہے، اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے اور ان کو دین سے منسلک رکھنا ہے تو مَردوں کو اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مَردوں کو توجہ دلاتے ہوئے مزید فرماتے ہیں کہ ”مَرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے۔ پس اگر وہی بداثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بداثر پڑنے کی امید ہے“۔ (اس کے عمل سے بداثر قائم ہو رہا ہے تو پھر آگے نسلوں میں بھی بداثر پڑتا چلا جائے گا۔) فرمایا کہ ”مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقع پر استعمال کرے مثلاً ایک قوت غضبی ہے۔“ (غصہ ہے) ”جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے“۔ (غصہ فطرت میں ہے۔ ایک انسان میں ہوتا ہے۔ لیکن جب حد سے زیادہ بڑھ جائے تو پھر وہ جنون یا پاگل پنے کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ) ”جنون میں اور اس میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے“۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 208۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) گھر والوں کی بات تو علیحدہ رہی۔ مخالفوں سے بھی اس طرح غضبناک ہو کے باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ پس یہ ہے معیار کہ گھر میں بیوی بچوں پر غصہ نہیں کرنا اور یہ غصہ تو علیحدہ رہا، اگر کوئی مخالف ہے تو اس سے بھی غضبناک ہو کر اور عقل سے عاری ہو کر بات نہیں کرنی۔ مخالف کی بات کو ردّ کرنے کے لئے بھی مومن کے منہ سے غلیظ اور غضب سے بھرے ہوئے الفاظ نہیں نکلنے چاہئیں۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہندوستان یا پاکستان سے بھی عورتیں اپنے خاوندوں کے ظلموں کے بارے میں لکھتی ہیں۔ دونوں جگہ، قادیان میں بھی اور پاکستان میں بھی نظارت اصلاح وارشاد اور ذیلی تنظیموں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور باقی دنیا میں بھی اپنی تربیت کے پروگرام کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ تبلیغ کر رہے ہیں اور دینی مسائل سیکھ رہے ہیں لیکن گھروں میں بے چینیاں ہیں تو اس سب علم اور تبلیغ کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

عورت کی نفسیات اور وہ کس طرح مرد کو دیکھ رہی ہوتی ہے، اس کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”مرد کی ان تمام باتوں اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند میں فلاں فلاں اوصاف تقویٰ کے ہیں جیسے سخاوت، حلم، صبر اور جیسے اُسے (یعنی عورت کو) پرکھنے کا موقع ملتا ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا“۔ (گھر میں ہر روز دیکھ رہی ہوتی ہے۔) فرمایا کہ ”اسی لئے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتی کہ آخر کار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے“۔ فرماتے ہیں کہ ”ایک شخص کا ذکر ہے کہ وہ ایک دفعہ عیسائی ہوا“۔ (اسلام چھوڑ کر) ”تو عورت بھی اس کے ساتھ عیسائی ہوگئی۔ شراب وغیرہ اوّل شروع کی پھر پردہ بھی چھوڑ دیا۔ غیر لوگوں سے بھی (وہ عورت) ملنے لگی“ (اس کی بیوی)۔ ”خاوند نے پھر (دوبارہ) اسلام کی طرف رجوع کیا“۔ (کچھ عرصہ بعد خاوند کو خیال آیا کہ میں نے اسلام کو چھوڑ کے غلطی کی تھی۔ دوبارہ اسلام کی طرف رجوع کیا) ”تو اس نے بیوی کو (بھی) کہا کہ (اب) تُو بھی میرے ساتھ مسلمان ہو۔ اس نے کہا کہ اب میرا مسلمان ہونا مشکل ہے۔ یہ عادتیں جو شراب وغیرہ اور آزادی کی پڑ گئی ہیں یہ نہیں چھوٹ سکتیں“۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 209-208۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یہ تو ایک انتہا ہے کہ مرد اسلام سے بھی دور ہٹ گیا اور دور ہو کر عیسائیت اختیار کر لی لیکن بہت سے مرد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اسلام کو تو نہیں چھوڑتے۔ نام کی حد تک اسلام سے منسلک رہتے ہیں۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں لیکن آزادی کے نام پر بہت سی غلط حرکتوں میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی مَیں ذکر کر کے آیا ہوں اور پھر ان کی دیکھا دیکھی یا مرد کے کہنے پر عورتیں بھی آزادی کے نام پر اسی ماحول میں ڈھل جاتی ہیں۔ پھر کچھ عرصہ بعد مردوں کو خیال آتا ہے کہ بیوی زیادہ آزاد ہوگئی ہے اور جب اس کو اس آزادی سے واپس لانے کی کوشش کرتا ہے تو پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر مار دھاڑ بھی یہاں ہوتی ہے۔ یہاں بھی یہی قصے اور واقعات ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پھر ان ممالک میں پولیس فوراً بیچ میں آ جاتی ہے۔ عورتوں اور بچوں کے حقوق کے ادارے جو ہیں وہ بیچ میں آ جاتے ہیں اور پھر گھر بھی ٹوٹتے ہیں اور بچے بھی برباد ہوتے ہیں۔ پس اس سے پہلے کہ گھر ٹوٹیں اور بچے برباد ہوں ایسے مَردوں کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے جو ان پر اپنے بیوی بچوں کے بارے میں دین ڈالتا ہے اور جو اسلام نے ان کی ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔

عورتوں کے حق اور ان سے سلوک کے بارے میں ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ”عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں فرما دیا ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ (البقرة: 229) کہ جیسے مَردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں، ویسے ہی عورتوں کے مَردوں پر (حقوق) ہیں“۔ فرمایا کہ ”بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں“۔ یعنی ایسی سختی ہے ہاتھ منہ کے پردے کی اس طرح سختی ہے کہ عورت کے لئے سانس لینا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی سختی نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن اسلام بڑا سمویا ہوا مذہب ہے۔ دوسری طرف عورتوں کو بھی اعتدال کرنا چاہئے کہ پردے کی سہولت کے نام پر ضرورت سے زیادہ ہی آزادی حاصل نہ کر لیں اور یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض ضرورت سے زیادہ آزاد ہوگئی ہیں اور برائے نام پردہ رہ گیا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ پس عورتیں بھی یاد رکھیں کہ سر اور جسم کو حیا کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ڈھانپنا ضروری ہے۔ یہی اللہ کا حکم ہے۔ اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

میاں بیوی کے تعلق کا معیار کیا ہونا چاہئے؟ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان ہی سے اُس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو“۔ (گھر میں ہی تعلقات ٹھیک نہیں تو پھر یہ بھی مشکل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی صلح ہو اور اللہ کے احکامات پر عمل ہو۔) فرمایا کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهٖ۔ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے“۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 418-417۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پس یہ ہے وہ معیار جو ہر مرد کو اپنانا چاہئے۔

پھر مردوں کی بحیثیت باپ جو ذمہ داری ہے اسے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ صرف یہ نہ سمجھ لیں کہ

یہ صرف ماں کی ذمہ داری ہے کہ بچے کی تربیت کرے۔ بیشک ایک عمر تک بچے کا وقت ماں کے ساتھ گزرتا ہے اور انتہائی بچپن کی ماؤں کی تربیت بچے کی تربیت کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن اس سے مرد اپنے فرائض سے بری الذمہ نہیں ہو جاتے۔ باپوں کو بھی بچوں کی تربیت میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ خاص طور پر لڑکے جب سات آٹھ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو اس کے بعد پھر وہ باپوں کی توجہ اور نظر کے محتاج ہوتے ہیں، ورنہ خاص طور پر اس مغربی ماحول میں بچوں کے بگڑنے کے زیادہ امکان ہوجاتے ہیں۔ یہاں بھی وہی اصول لاگو ہوگا جس کا عورتوں کے ضمن میں پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ مَردوں کو، باپوں کو اپنے نمونے دکھانے اور قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ باپوں کو جہاں بچوں کی عزت و احترام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان کے اخلاق اچھے ہوں وہاں ان پر گہری نظر رکھنے کی بھی ضرورت ہے تا کہ وہ ماحول کے بداثرات سے بچ کر رہیں۔

پھر باپوں کا بچوں سے تعلق بچوں کو ایک تحفّظ کا بھی احساس دلاتا ہے۔ بہت سے باپ بچوں کے رویّوں کے بارے میں شکایت کرتے ہیں کہ ان میں جھجک پیدا ہو گئی ہے یا اعتماد کی کمی پیدا ہو گئی ہے یا غلط بیانی زیادہ کرنے لگ گئے ہیں۔ اور جب باپوں کو کہا جائے کہ بچوں کے زیادہ قریب ہوں اور ان سے ذاتی تعلق پیدا کریں، دوستانہ تعلق پیدا کریں تو عموماً دیکھنے میں آیا ہے پھر اس کے نتیجہ میں بچے کی جو کمزوریاں ہیں یہ دُور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ پس بچوں میں باہر کے ماحول سے تحفّظ کا احساس دلانے کے لئے ضروری ہے کہ باپ کچھ وقت بچوں کے ساتھ باہر گزار آئے۔

پھر باپوں کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ دینی تربیت کی طرف توجہ دیں۔ جہاں بچوں کی تربیت کی طرف عملی توجہ دیں وہاں ان کے لئے دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں۔ یہ بھی ضروری چیز ہے۔ تربیت کے اصل پھل تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لگتے ہیں لیکن جو اپنی کوشش ہے وہ انسان کو ضرور کرنی چاہئے۔

تربیت کے طریق اور بچوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے''۔ (حقیقی تربیت جو ہے اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔) ''سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہئے''۔ اپنے بارے میں فرمایا کہ ''ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔'' (تعلیم ہماری کیا ہے؟ اس کے آداب کیا ہیں؟ کیا قواعد ہیں؟ اس کی پابندی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔) ''بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔'' (ملفوظات جلد2 صفحہ5۔ ایڈیشن1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فرماتے ہیں کہ ہم دعا کرتے ہیں تو ان دعاؤں کے معیار بھی بہت بلند ہیں۔ اس بات کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ اور دعا کے یہ معیار حاصل کرنے کے لئے ہمیں تو بہت زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس لئے اس طرف باپوں کو توجہ دینی چاہئے۔

بحیثیت باپ بچوں کی تربیت کی طرف کس طرح اور کس قدر توجہ دینی چاہئے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی تفصیل سے ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ: ''بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کے لئے کچھ مال چھوڑنا چاہئے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اس کا فکر کریں کہ اولاد صالح ہو۔ طالح نہ ہو۔'' (یعنی بدکار اور بدنہ ہو بلکہ صالح اور نیک ہو۔) فرمایا کہ ''مگر یہ وہم بھی نہیں آتا اور نہ اس کی پروا کی جاتی ہے۔ بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہیں کرتے۔ وہ اپنی زندگی ہی میں اولاد کے ہاتھ سے نالاں ہوتے ہیں اور اس کی بداطواریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے''۔ فرمایا کہ ''اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:197)۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولّی اور متکفل ہوتا ہے۔ اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپے اس کے لئے چھوڑ جاؤ وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلّاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں''۔ فرمایا ''جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہوجاتا ہے اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفّل کرے گا''۔ اس کو سنبھال لے گا۔ اس کا کفیل ہو جائے گا۔ صلاحیت کے لئے کوشش کرے یعنی اس کی تربیت کی طرف بہت زیادہ توجہ دے۔ فرمایا کہ ''..... حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک قول ہے کہ مَیں بچہ تھا۔ جوان ہوا۔ اب بوڑھا ہو گیا۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو۔ اور نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پشت تک رعایت رکھتا ہے۔ پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ''۔ (بات وہی ہے کہ اولاد کا حق ادا کرنے کے لئے بھی اپنی حالت کو اس کے مطابق ڈھالنا ہوگا جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے اور تبھی اگلی نسل جو ہے وہ صحیح رستوں پر چلنے والی ہوگی اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنے گی۔) آپ فرماتے ہیں ''خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو''۔ فرمایا کہ ''...... پس وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا''۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 108 تا 110۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

جہاں اسلام باپ کو یہ کہتا ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دو اور ان کے لئے دعائیں کرو وہاں بچوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ تمہارا بھی کچھ فرض ہے۔ جب تم بالغ ہو جاؤ تو ماں باپ کے بھی تم پر کچھ حقوق ہیں۔ ان کو تم نے ادا کرنا ہے۔ یہ رشتوں کے حقوق کی کڑیاں ہی ہیں جو ایک دوسرے سے جڑنے سے پُرامن معاشرہ پیدا کرتی ہیں۔

ماں باپ کے حق ادا کرنے کی کتنی بڑی ذمہ داری ہے اور اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اس بات کا اِدراک ہر مومن کو ہونا چاہئے۔ ایک لڑکا جب بالغ ہوتا ہے تو اس نے کس طرح ماں باپ کا حق ادا کرنا ہے اِس بات کو سمجھاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں زندہ ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر باب الجہاد باذن الابوین حدیث 3004)

پس والدین کی خدمت کی اہمیت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

پھر یہی نہیں بلکہ آپس میں محبت اور پیار کو پھیلانے کے لئے والد کے دوستوں سے بھی حسنِ سلوک کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے جبکہ اس کا والد فوت ہو چکا ہو۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی برالوالدین حدیث 5143)

پھر اس بات کو مزید کھول کر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا روایت میں یوں ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو اسید الساعدیؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کر سکوں۔ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرو۔ ان کے لئے بخشش طلب کرو۔ انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی اور حسن سلوک کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آؤ۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی برالوالدین حدیث 5142)

پھر ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اس کا رزق بڑھا دیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔ (الجامع لشعب الایمان جلد 10 صفحہ 265-264 باب برالوالدین حدیث 7471 مکتبۃ الرشد ناشرون الریاض 2004ء)

پس بچے صرف نخرے اٹھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ بلوغت کو پہنچ کر ان کے بھی کچھ فرائض ہیں اور ماں باپ کے بھی کچھ حقوق ہیں جو انہوں نے ادا کرنے ہیں۔ شادیوں کے بعد خاص طور پر ان فرائض کی طرف توجہ دینی ضروری ہے اور اگر انسان بیوی کے بھی فرائض ادا کر رہا ہو اور والدین کی بھی خدمت کر رہا ہو اور بیوی کو بھی حکمت سے یہ احساس دلائے کہ ساس سسر کی کیا اہمیت ہے اور خود بھی اپنے ساس

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سسر کی خدمت اور اس کی اہمیت کو جانتا ہو تو گھروں میں جو بعض دفعہ جھگڑے پیدا ہو رہے ہوتے ہیں کبھی پیدا نہ ہوں۔

بعض دفعہ دینی اختلاف کی وجہ سے باپ بیٹوں میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض نومبائعین اب بھی یہ سوال کرتے ہیں۔ اس صورت میں بیٹوں کو باپوں سے نیک سلوک بھی کرنا ہے اور ان کی خدمت بھی کرنی ہے۔ ایک مرتبہ بٹالہ کے سفر کے دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام شیخ عبدالرحمن صاحب سے ان کے والد صاحب کے بارے میں حالات دریافت فرما رہے تھے اور اس کے بعد آپ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ ”ان کے حق میں دعا کیا کرو“۔ (وہ احمدی نہیں تھے۔ غیر مسلم تھے۔) ”ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہئے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے۔ سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیّز شخص ہوتا ہے۔ شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہئے۔ دل و جان سے ان کی خدمت بجالاؤ“۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 175 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ پس یہ عمومی اصول بھی ہے تبلیغ میں کہ نرم زبان ہمیشہ استعمال ہونی چاہئے اعلیٰ اخلاق دکھلانے چاہئیں۔

پھر ایک اور واقعہ ہے۔ یہاں باپ بھی مسلمان ہے۔ اس کا تفصیلی جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا: ”ایک شخص نے سوال کیا کہ یا حضرت! والدین کی خدمت اور ان کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ نے انسان پر فرض کی ہے مگر میرے والدین حضور کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھ سے سخت بیزار ہیں اور میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ جب مَیں حضور کی بیعت کے واسطے آنے کو تھا تو انہوں نے مجھے کہا کہ ہم سے خط و کتابت بھی نہ کرنا اور اب ہم تمہاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اب میں اس فرض الٰہی کی تعمیل سے کس طرح سبکدوش ہو سکتا ہوں“۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ والدین کی خدمت کرو اور وہ میری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔ تعلق نہیں رکھنا چاہتے تو مَیں اس خدمت کو، اس فرض کو کس طرح پورا کروں)۔ آپ نے فرمایا کہ ”قرآن شریف جہاں والدین کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کا حکم دیتا ہے وہاں یہ بھی فرماتا ہے کہ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (بنی اسرائیل: 26) کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم صالح ہو تو وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے واسطے غفور ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی ایسے مشکلات پیش آ گئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے ان کی ان کے والدین سے نزاع ہو گئی تھی۔ بہرحال تم اپنی طرف سے ان کی خیریت اور خبرگیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو۔ جب کوئی موقع ملے اسے ہاتھ سے نہ دو۔ تمہاری نیّت کا ثواب تم کو مل کے رہے گا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ اصلاح کو مدّنظر رکھو اور نیّت کی صحت کا لحاظ رکھو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو۔ یہ معاملہ کوئی آج نیا نہیں پیش آیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ بہرحال خدا کا حق مقدّم ہے۔ پس خدا تعالیٰ کو مقدم کرو اور اپنی طرف سے والدین کے حقوق ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو اور صحت نیّت کا خیال رکھو“۔ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 131-130۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ نیت صحیح ہونی چاہئے۔ پس بہت سے لوگ جو آج بھی یہ سوال پوچھتے ہیں کہ والدین کے بھی فرائض ہیں۔ ان کو ایسے حالات میں ہم کیسے ادا کریں؟ تو ان کے لئے یہ جواب کافی ہے۔

بہرحال ایک مرد کی مختلف حیثیتوں سے جو ذمہ داریاں ہیں انہیں اسے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنے گھروں کو ایک ایسا نمونہ بنانا چاہئے جہاں محبت اور پیار کی فضا ہر وقت قائم رہے۔ ایک مرد خاوند بھی ہے، باپ بھی ہے، بیٹا بھی ہے۔ اس لحاظ سے اسے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہئے اور مَردوں کی بہت ساری حیثیتیں اَور بھی ہیں لیکن یہ تین حیثیتیں مَیں نے بیان کی ہیں تا کہ گھر کی جو بنیادی اِکائی ہے جب اس بنیادی اِکائی میں امن قائم ہو اور اس میں زیادہ سے زیادہ حسن پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تو تبھی معاشرے کے امن کا ضامن بنا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: ماہ رمضان کی غرض و غایت

... ...از صفحہ نمبر 11

غیر ضروری چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔

رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدارس قرآن، قیام رمضان کا ضروری خیال رکھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں لکھا ہے: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری۔ کتاب الصوم باب فضل من قام رمضان)

مگر افسوس کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ سحرگی کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بدہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل سے جو کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا بھی تو پھر افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے پکوا کے وہ اندھیر مارا اور ایسی شکم پُری کی کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سُستی پر سُستی آنے لگی۔ اتنا خیال نہیں کرتے کہ **روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا، نہ یہ کہ آگے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر خرچ کیا جاوے اور خوب پیٹ پُر کر کے کھایا جائے۔**

یاد رکھو اسی مہینہ میں ہی قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا اور قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے۔ اسی کی ہدایت کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہئے۔

روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کے کاموں میں سکھ حاصل کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں۔ آرام تو یا مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے **روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا اور متقی بن سکتا ہے۔** اور اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہو سکتا ہے تو کہہ دے فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔ یعنی مَیں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہوں۔ چاہئے کہ پہلے وہ ان احکام پر عمل کریں جن کا مَیں نے حکم دیا اور ایمان حاصل کریں تا کہ وہ مراد کو پہنچ سکیں۔ اور اس طرح سے بہت ترقی ہوگی۔

بہت لوگ اس مہینہ میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے مگر خدا تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ قوی آدمی ایک مہینہ تک صبر نہیں کر سکتا اس لئے اس نے اجازت دے دی کہ رات کے وقت اپنی بیویوں سے تم لوگ صحبت کر سکتے ہو۔ بعض لوگ ایک مہینہ تک کب باز رہ سکتے ہیں اس لئے خدا نے صبح صادق تک بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دے دی۔ **بدنظری، شہوت پرستی، کینہ، بغض، غیبت اور دوسری بدباتوں سے خاص طور پر اس مہینہ میں بچے رہو۔**

اور ساتھ ہی ایک اَور حکم بھی دیا کہ رمضان میں اس سنّت کو بھی پورا کرو کہ رمضان کی بیسویں صبح سے لے کر دس دن اعتکاف کیا کرو۔ ان دنوں میں زیادہ توجہ الی اللہ چاہئے۔-.......

غرض روزہ جو رکھا جاتا ہے تو اس لئے کہ انسان متقی بننا سیکھے۔ ہمارے امام فرمایا کرتے ہیں کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ انسان جس نے رمضان تو پایا مگر اپنے اندر کوئی تغیّر نہ پایا۔ پانچ سات روزے باقی رہ گئے ہیں۔ ان میں بہت کوشش کرو اور بڑی دعائیں مانگو۔ بہت توجہ الی اللہ کرو اور استغفار اور لَاحَوْل کثرت سے پڑھو۔ قرآن مجید سن لو، سمجھ لو، سمجھا لو۔ جتنا ہو سکے صدقہ اور خیرات دے لو اور اپنے بچوں کو بھی تحریک کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں توفیق دے۔ آمین“

(خطباتِ نُور۔ صفحہ 262 تا 265)

بقیہ: جلسہ سالانہ ڈنمارک

... ...از صفحہ نمبر 16

جماعت ڈنمارک کے لیے جلسہ سالانہ کے حوالہ سے حضور انور کی طرف سے موصولہ پیغام ایک بار پھر پڑھ کر سنایا۔ اور تمام احباب جماعت کو حضور انور کی تمام ہدایات پر کماحقّہٗ عمل کرنے کی تلقین کی۔ ازاں بعد خاکسار نے حضور انور کے اس پیغام کا ڈینش ترجمہ پیش کرنے کی سعادت پائی۔

ہیومینٹی فرسٹ ڈنمارک

اس موقع پر مکرم محمد اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ و صدر مجلس خدام الاحمدیہ و چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ ڈنمارک نے محترم امیر صاحب کی اجازت سے سال رواں میں ہیومینٹی فرسٹ ڈنمارک کی خدمات کا خلاصہ پیش کیا۔ آپ نے بتایا کہ ڈنمارک کے سپرد گیمبیا کا ملک ہے۔ دوران سال گیمبیا کے ایک ہسپتال میں فرنیچر اور بعض ضروری سامان مہیا کیا گیا۔ نیز ایک سکول میں دس عدد سلائی مشینیں بھی لجنہ اماء اللہ ڈنمارک کی طرف سے پیش کی گئیں۔ نیز آپ نے اس موقع پر احباب جماعت کو ہیومینٹی فرسٹ کی مدّ میں مالی قربانی پیش کرنے کی تلقین کی۔

ایک نظم کے بعد محترم امیر و مشنری انچارج صاحب نے سورۃ بنی اسرائیل اور سورۃ لقمان سے چند آیات تلاوت کرنے کے بعد والدین اور اولاد کے حقوق اور ان کی ذمہ داریوں سے متعلق ایک علمی اور جامع مضمون بیان فرمایا۔ والدین کے حقوق کے ساتھ ساتھ آپ نے والدین کو بچوں کی تربیت سے متعلق ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی اور اس ضمن میں قرآن کریم، احادیث رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات بھی پیش کیے۔ علاوہ ازیں آپ نے احباب جماعت کو خود بھی اور اپنی اولادوں کو بھی نظام خلافت سے وابستہ رکھنے اور خلیفہ وقت سے تعلق جوڑے رکھنے اور ان کی کامل اطاعت کی طرف احسن اور مؤثر رنگ میں توجہ دلائی۔ نیز مالی قربانیوں کے ضمن میں بعض حقائق اور عملی واقعات کی روشنی میں بتایا کہ مالی قربانی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اموال میں بے انتہا برکت پڑتی ہے اور مالی قربانی کرنے والوں کی ضروریات کا خدا تعالیٰ خود متکفل ہو جاتا ہے۔ آپ نے مسجد و مشن کی نئی تعمیرات کے حوالہ سے احباب جماعت کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات بیان کرتے ہوئے قربانیوں میں مزید آگے بڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ محترم امیر صاحب نے مالی قربانیوں کے اس ذکر کے بعد احباب جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہ بیعت کرنے کی اصل حقیقت کو ہمیشہ مدّنظر رکھیں اور اس پر کماحقہ عمل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ بیعت کی اصل غرض اور حقیقت کو سمجھے بغیر کوئی روحانی تبدیلی ممکن نہیں۔

تقریر کے آخر میں آپ نے جلسہ کے انتظامات کو سراہا اور تمام کارکنان اور کارکنات کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کروائی۔ نیز بتایا کہ امسال محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ میں حاضری میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ کوپن ہیگن کے علاوہ دیگر تمام جماعتوں Aalborg, Odense, Nordsjælland اور Nakskov سے مرد و خواتین اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور جلسہ کی برکات سے حصہ لیا۔ اس جلسہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بشمول مہمانان کرام شاملین کی کُل تعداد 400 سے زائد رہی۔

بقیہ: خطاب حضورانور از صفحہ نمبر4

بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ (صحیح البخاری کتاب الرقائق باب التواضع حدیث 6502)

فرائض تو ہر احمدی اور ہر مسلمان کے لئے فرض ہے اور احمدی مسلمان کے لئے خاص طور پر جس نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو مانا، اس نے یہ عہد کیا کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 359۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) لیکن ایک مربی کے عہد اس سے بڑھ کر ہیں۔ پس ہمیشہ یادرکھیں کہ نوافل کی ادائیگی کی طرف آپ لوگوں کی توجہ ہونی چاہئے۔ اور فجر کی نماز کی طرف بعض سستی دکھاتے ہیں، میدان عمل میں آنے کے باوجود سستی دکھاتے ہیں۔ یہ سستیاں اب دُور ہونی چاہئیں۔ یہ سستیاں دُور کریں گے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں ترقی بھی کریں گے۔

آپ کا سب سے بڑا مقصد توحید کا قیام ہے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانے میں آئے ہیں تو اسی مقصد کے لئے آئے ہیں کہ توحید کا قیام ہو اور بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو۔ یہ ایک بہت بڑا مقصد ہے۔ اور دوسرا مقصد انسان کے آپس کے جو حقوق ہیں ان کی طرف توجہ دلانا۔ (ماخوذ از تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 281) اگر خدا تعالیٰ کا خوف دل میں ہو، اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو تو تبھی آپ توحید کے قیام کے لئے حقیقی کوشش کر سکتے ہیں۔ تبھی آپ کو وہ اِدراک حاصل ہوسکتا ہے کہ توحید کیا چیز ہے؟ ورنہ اگر عبادتیں نہیں اور عبادتوں کے مقابلے پر بعض سستیاں آڑے آ رہی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ توحید کے مقابلے پر آپ نے کسی اور چیز کو کھڑا کر دیا۔ یہ عموماً مَیں افراد جماعت کو بھی کہتا رہتا ہوں لیکن مربیان کے لئے یہ سب سے اہم چیز ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں گے تبھی آپ توحید کے قیام کے لئے بھرپور کوشش کر سکتے ہیں۔ عبادت کے بغیر یہ ناممکن ہے کہ آپ توحید کا قیام کرسکیں۔

پھر عبادتوں اور نمازوں کی طرف توجہ دینے کے بعد قرآن کریم کا پڑھنا، اس پر غور کرنا، اس کی تفاسیر پڑھنا یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ آپ کو یہاں جامعہ احمدیہ میں تفسیر کا مختصر تعارف کروایا گیا ہو گا یا کچھ حد تک تفسیر پڑھائی گئی ہوگی۔ لیکن اب مزید اس میں وسعت پیدا کرنے کے لئے، مزید اپنے علم کو بڑھانے کے لئے آپ کو خود جہاں قرآن کریم پر غور کرنے کی ضرورت ہے وہاں جو مختلف تفاسیر ہیں ان کو پڑھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں جو مختلف آیات کی تشریح فرمائی ہے وہ تفسیر کی صورت میں اب ایک جگہ جمع ہے۔ اس کو مسلسل آپ کو مطالعہ میں رکھنا چاہئے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قریباً چوّن سورتوں کی تفاسیر ہیں ان کو پڑھنا چاہئے اور ہمیشہ اپنے مطالعہ کو بڑھاتے چلے جائیں۔ یہی چیزیں آپ کے دین میں کام آئیں گی۔ ہر موقع پر یہ کوشش کریں کہ آپ کے جواب قرآن کریم سے آپ کو ملیں اور وہ اسی صورت میں مل سکتے ہیں جب آپ کو اس پر غور کرنے کی اور تدبّر کی عادت ہوگی۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تفسیر کا میں نے مختصر ذکر کر دیا۔ جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تفسیر کی صورت میں جماعت کے لٹریچر میں موجود ہیں ان چار جلدوں کے علاوہ آپ کی جو کتب ہیں ان کا مطالعہ بھی نہایت ضروری ہے اور کم ازکم آدھا گھنٹہ روز، اس سے زیادہ ہو تو اور بھی بہتر ہے، آپ کو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے اور یہ چیز آپ کے علم کو بڑھانے میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔ ورنہ دنیاوی علم جو آپ نے مختلف جگہوں سے سیکھا یا پڑھ کر آئے ہیں یا آئندہ بھی شاید آپ کو پڑھنے کا موقع ملے، اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے بارے میں آپ لوگوں کو تحریک بھی کرتے ہیں کہ پڑھو لیکن جب تک خود نہیں پڑھ رہے ہوں گے آپ کی تحریک میں اور توجہ دلانے میں وہ برکت نہیں پڑے گی۔ پس اس لحاظ سے آپ ہمیشہ یادرکھیں کہ یہ مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

پھر ایک اہم بات یہ ہے کہ آپ لوگ میدان عمل میں خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں اور آپ نے اس نمائندگی کا حق ادا کرنا ہے۔ جس میں تربیت بھی شامل ہے، تبلیغ بھی شامل ہے۔ کسی بھی قسم کی مداہنت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں آپ نے سامنے ایک شعر لکھ کے لگایا ہوا ہے کہ ؎

"محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
رُوئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں"

(کلامِ محمود صفحہ 91)

رُوئے زمیں کو کیا ہلانا ہے، بعض دفعہ مَیں نے دیکھا ہے بعض لوگ ذرا سا پریس کے دباؤ سے یا معاشرے کے دباؤ سے یا ان ملکوں کے بعض غلط قوانین جو انہوں نے آزادی کے نام پر بنا دیئے ہیں ان کے زیر اثر آ کر حکمت کے بجائے مداہنت سے کام لینا شروع کر دیتے ہیں۔ رُوئے زمین کو تو ہم اسی وقت ہلا سکتے ہیں جب ہمارا اپنا مضبوط ایمان ہو اور اس مضبوط ایمان کے ساتھ ہم دنیا کا مقابلہ کرنے والے ہوں۔ اگر قرآن کریم کہتا ہے کہ ہم جنسی ایک برائی ہے تو اس کا مقابلہ ہم نے کرنا ہے چاہے کتنے ہی دنیاوی قانون پاس ہوتے رہیں۔ اگر اسلام ہمیں کہتا ہے کہ عورتوں اور مَردوں میں ایک تقسیم کار بھی ہے اور فرق بھی ہے اور علیحدگی ہونی چاہئے اور مصافحوں سے بچنا چاہئے تو اس میں آپ کو جرأت سے کام لینا چاہئے۔ اسی طرح دوسرے بعض حقوق ہیں۔ تو آزادی کے نام پر اگر یہ لوگ بگڑ رہے ہیں تو ان کو بگڑنے سے بچانے کے لئے آپ نے اپنا کردار ادا کرنا ہے، نہ کہ مصلحت کے نام پر مداہنت دکھانا شروع کر دیں۔ مصلحت اور مداہنت میں بڑا فرق ہے۔ مصلحت یہ ہے کہ ایک چیز کو آپ حکمت سے بیان کریں لیکن کمزوری نہ دکھائیں۔ یہ نہ ہو کہ اگر کسی سے مقابلہ ہو جاتا ہے تو آپ یہ کہنے والے ہو جائیں کہ اچھا ٹھیک ہے ہم مان لیتے ہیں یا ایسی توجیہیں پیش کریں جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہوں۔ یہ ہمارا مقصد نہیں۔ ہاں اگر لڑائی ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں۔ وہاں لڑائیاں بہرحال ہم نے نہیں کرنی لیکن اپنا جو مؤقف ہے، جو ہماری بنیادی تعلیم ہے، جو ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیئے ہوئے ہیں، ان سے ہم نے بہرحال پیچھے نہیں ہٹنا۔ چاہے ایک خبر کیا اخباروں کے اخبار آپ کے خلاف کالم لکھنے شروع کر دیں تب بھی اپنے مؤقف پر قائم رہنا ہے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کرنی نہ اس کی فکر کی ضرورت ہے کہ اگر ہم نے ان لوگوں کی باتیں نہ مانی تو ہم شاید جماعت احمدیہ کا پیغام یا اسلام کا پیغام نہ پہنچا سکیں۔ اسلام کا پیغام تو بہرحال پہنچنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہوا ہے جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الحکم مورخہ 27 مارچ و 6 اپریل 1898ء صفحہ 13 جلد 2 نمبر 6،5) اور پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ (سورۃ المجادلہ:22) تو جب یہ وعدے اتنے زیادہ ہیں تو پھر ہمیں کسی بھی قسم کے خوف کی ضرورت نہیں ہے کہ شاید ہمارا پیغام نہ پہنچے۔ یہ مصلحت اندیشی نہیں ہے۔ یہ بزدلی ہے۔ اور ایک مبلغ سے، ایک مربی سے بلکہ عہدیداروں سے بھی ایسی بزدلی کا اظہار نہیں ہونا چاہئے اور تبھی ہم خلیفۂ وقت کی نمائندگی کا صحیح حق ادا کر سکتے ہیں۔

پھر افراد جماعت کو یہ احساس بھی آپ نے دلانا ہے کہ آپ لوگ عالم باعمل ہیں۔ ان مولویوں کی طرح نہیں ہیں جو منبر پر کھڑے ہو کر تقریریں تو کر لیتے ہیں لیکن جب اپنی باری آئے تو ان کے معیار بالکل بدل جاتے ہیں بلکہ جو آپ کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں۔ اور یہ احساس اگر جماعت کے ہر فرد میں آپ پیدا کر دیں تو آپ کی عزت افراد جماعت میں کئی گنا بڑھ جائے گی۔ عزت کسی دنیاوی خوشامد سے یا مصلحت سے نہیں بڑھتی۔ عزت اللہ تعالیٰ نے دینی ہے اور وہ اسی صورت میں جب آپ کے قول و فعل ایک جیسے ہوں گے۔

اسی طرح میدان عمل میں بعض عملی معاملات آپ کے سامنے آئیں گے۔ اس میں ہمیشہ آپ نے غور کر کے، سوچ کر وہ فیصلے کرنے ہیں جو جماعتی مفادات میں ہوں۔ مثلاً اخراجات ہیں، اس میں جہاں آپ خود قناعت دکھائیں وہاں عہدیداروں کو سمجھانا بھی آپ کا کام ہے کہ ہمارے اخراجات میں قناعت ہونی چاہئے۔ ہم ایک غریب جماعت ہیں اور ہمارے اخراجات پورے ہوتے ہیں جماعت کے افراد کے چندوں سے اور اکثریت جماعت کے افراد کی غریب ہے یا یہ نہیں ہم کہہ سکتے کہ بہت امیر ہیں۔ اس لئے آپ کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ ہمارے چندے جو آتے ہیں ان کے اخراجات جو اس کے مقابلے پر ہوں کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ اکنامکس کا ایک اصول ہے کہ کامیاب وہی ہوتا ہے جو کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔ پس اس بات کو آپ کو بھی ہمیشہ یادرکھنا چاہئے۔ ہمارے منصوبے بہت بڑے بڑے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ان کو پورا کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے لیکن اس کے لئے ہمیں بھی کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ذرائع اور وسائل دیئے ہیں ان کو استعمال کرتے ہوئے ہم نے ان بڑے بڑے منصوبوں کو حاصل کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ سلسلہ کی عزت اور عظمت کا خیال رکھو (ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 147۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور یہ سلسلہ کی عزت اور عظمت کا خیال رکھنا ایک مربی، مبلغ، واقف زندگی کا سب سے بڑھ کر کام ہے۔ ہمیشہ آپ کے سامنے سلسلہ کی عزت اور عظمت اور وقار کا سوال رہنا چاہئے اور یہ تبھی ہوسکتا ہے کہ جب جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا آپ کا ہر لحہ اپنے اوپر نظر رکھتے ہوئے گزرے گا۔ جہاں آپ کی عبادتوں کے معیار بلند ہوں وہاں آپ کے اخلاق بھی اعلیٰ ہوں اور ہر معاملے میں آپ ایک مثالی اخلاق رکھنے والا کردار ادا کرنے والے ہوں۔ گھر میں ہیں تو عائلی طور پر آپ کے بہترین نمونے ہوں۔ باہر ہیں تو بول چال میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا اعلیٰ نمونے ہوں۔ آپ کے لباس میں آپ کے اچھے نمونے ہوں اور ہر شخص آپ کو دیکھ کر یہ کہنے والا ہو کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جماعت کی سچی نمائندگی کرنے والے ہیں، جو جماعت کی حقیقی نمائندگی کرنے والے ہیں اور ان سے کوئی ایسی حرکت کبھی نہیں ہوتی جو جماعتی مفادات کے خلاف ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی عزتوں کو تو داؤ پر لگا سکتے ہیں لیکن جماعت کی عزت اور عظمت پر کبھی فرق نہیں آنے دیں گے۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو آپ نے حاصل کرنے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو فرمایا تھا کہ تمہارا ایک نصب العین ہونا چاہئے اور وہ نصب العین کیا ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ یہ وہ نصب العین ہے جو عمومی طور پر جماعت کے ہر فرد کے لئے ہے لیکن مربی کے لئے سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ بڑا وسیع کام ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ جب ہم کہتے ہیں تو پھر جیسا کہ پہلے بھی مَیں کہہ آیا ہوں اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے ہوں گے۔ یہ صرف فرض نہیں ایک نصب العین ہے جماعت کی عظمت اور وقار کو قائم کرنے کے لئے بھی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔ اللہ تعالیٰ کے آگے ہی جھکنا ہے۔ کبھی کسی انسان کے آگے نہیں جھکنا۔ کسی انسان سے، دنیا سے متأثر نہیں ہونا بلکہ ہر مدد اللہ تعالیٰ سے لینی ہے۔ انسان خطاؤں اور غلطیوں کا پتلا ہے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہ مجھے سیدھے راستے پر چلاتا رہ۔ کبھی ایسی لغزشوں میں نہ پڑ جاؤں جس سے جماعت کی عزت اور وقار پر حرف آئے۔ جس سے جماعت کی عظمت پر حرف آئے۔ جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں داخل ہو کر اور پھر اپنے آپ کو مربی کا ٹائٹل دلوا کر اس پر حرف آئے۔ ایک مربی اپنی غلط حرکت سے صرف اپنے آپ کو بدنام نہیں کرتا بلکہ پورے نظام کو بدنام کر رہا ہوتا ہے۔ پس اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پر ہمیشہ غور کرتے رہیں، ہمیشہ آپ کے سامنے ہو اور اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ ان لوگوں میں ہم شمار ہونے کی کوشش کریں جن کو اللہ تعالیٰ انعام دیتا ہے۔ پس ایسے انعام یافتہ جب ہم بنیں گے یا ان چاروں باتوں پر عمل کرنے والے بنیں گے تو تب ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق اپنے نصب العین کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد اوّل صفحہ 354۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اس بات کو ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

اور ان کے لئے سب سے بڑھ کر چیز یہ ہے کہ تقویٰ بھی ہو۔ ہر ایک مربی کا تقویٰ کا معیار بلند ہو۔ ایک بزرگ کے کپڑے پہ ہلکا سا داغ لگا ہوا تھا۔ وہ اسے دھو رہے تھے۔ ان کے کسی مرید نے پوچھا کہ حضور آپ نے تو یہ فتویٰ دیا ہوا ہے کہ اتنے داغ سے گندگی نہیں ہوتی، کوئی حرج نہیں ہے اور نماز وغیرہ جائز ہے اور کپڑے بھی پاک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جو تمہیں میں نے کہا تھا وہ فتویٰ تھا اور یہ جو مَیں کر رہا ہوں یہ تقویٰ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 106۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ایک مربی کو فتویٰ اور تقویٰ میں فرق کرنے کے لئے اپنے معیاروں کو بلند کرنے کی ضرورت ہے۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں اور اگر ان باتوں کا خیال رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ میدان عمل میں بہترین مربی کا اور مبلغ کا کردار ادا کر سکنے والے ہوں گے۔

اللہ کرے کہ آپ لوگ میدان عمل میں جا کر صرف ان باتوں کو اپنی ڈائریوں تک نوٹ کرنے والے نہ ہوں بلکہ عمل کرنے والے بھی ہوں اور ایک مثالی مربی اور مبلغ بن جائیں۔ وہ انقلاب پیدا کرنے والے ہوں جس کے پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا ہے اور خلافت احمدیہ کے صحیح دست و بازو بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

☆...☆...☆

ماہ رمضان کی غرض و غایت اور روزوں سے متعلقہ بعض مسائل

(از افاضات حضرت الحاج حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''قرآن مجید تمہیں مومن بنانا چاہتا ہے۔ تمہارے دلوں کی غفلت دُور کرنے کے لئے تمہیں اخلاق فاضلہ سکھانے کے لئے، تم میں خشیۃ اللہ پیدا کرنے کے لئے زیادہ آیا ہے۔ دیکھ لو حج، زکوٰۃ، روزہ وغیرہ کے ایک سو پچاس حکموں سے زیادہ نہیں۔ رکوع بہ رکوع اخلاق کی سنوار چاہتا ہے۔ پس یہ کہنا غلطی ہے کہ پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں اور کیا چاہئے۔ افسوس مسلمانوں نے قرآن کے اس حصہ کو جو اخلاق کے متعلق ہے چھوڑ رکھا ہے۔

.... مَیں تمہیں کھول کھول کر احکام الٰہی سنا تا رہتا ہوں۔ اب بھی یہ کہہ کر سبکدوش ہوتا ہوں کہ **تم چالاکیوں سے، سستیوں سے، جھوٹوں سے، فریبوں سے، بدکاریوں سے، جھوٹی ترکیبوں سے بڑے آدمی نہیں بن سکتے بلکہ بڑا بننے کا ایک ہی طریق ہے اور وہ ہے: قرآن مجید پر عمل!**

خداتعالیٰ فرماتا ہے اِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ (الزخرف آیت 45) یہ قرآن مجید تیرے اور تیری قوم کے شرف کا موجب ہے۔ پس بناوٹی چیزوں سے بڑائی ڈھونڈ کر اپنا نقصان نہ کرو''۔

(ارشاداتِ نُور جلد دوم صفحہ 457-456)

رمضان شریف کی غرض

حضورؓ نے فرمایا: ''**رمضان شریف تو اس واسطے ہوتا ہے کہ لوگ بھوک پیاس کی برداشت کریں اور صابر بننے کی مشق کریں۔ مگر ہمارے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ رمضان میں اُلٹے ان کے خرچ پہلے سے دُگنے چوگنے بڑھ جاتے ہیں۔**'' (ارشاداتِ نُور۔ جلد دوم صفحہ 457)

رمضان میں تقویٰ کا سبق

حضورؓ نے فرمایا: ''**رمضان میں تقویٰ کا سبق یوں ملتا ہے۔** سخت سے سخت ضرورتیں بھی جو بقائے نفس اور بقائے نسل کے لئے ضروری ہیں ان کو بھی روکنا پڑتا ہے۔ بقائے نفس کے لئے کھانا پینا ضروری چیز ہیں اور بقائے نسل کے لئے بیوی سے تعلق ایک ضروری شے ہے مگر رمضان میں کچھ عرصہ کے لئے یعنی دن بھر ان ضرورتوں کو خدا کی رضامندی کی خاطر چھوڑنا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ سبق سکھایا ہے کہ جب **انسان بڑی ضروری خواہشوں اور ضرورتوں کو ترک کرنے کا عادی ہوگا تو غیر ضروری کے چھوڑنے میں اس کو کیسی سہولت ہوگی۔**

دیکھو ایک شخص کے گھر میں تازہ دودھ، ٹھنڈے شربت، انگور، نارنگیاں موجود ہیں۔ پیاس کے سبب سے ہونٹ خشک ہو رہے ہیں۔ کوئی روکنے والا نہیں۔ باوجود سہولت اور ضرورت کے اس لئے ارتکاب نہیں کرتا کہ مولیٰ کریم ناراض نہ ہوجائے۔ اور اسی طرح عمدہ عمدہ کھانے، پلاؤ، کباب اور دوسری نعمتیں میسّر ہیں اور بھوک سے پیٹ میں بَل پڑ جاتے ہیں اور پھر کوئی نہیں جو اُن کھانوں سے روکنے والا ہو مگر یہ اس لئے استعمال نہیں کرتا کہ مولیٰ کریم کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ جبکہ یہ حال ہے کہ ایسی حالت اور صورت میں کہ اس کو عمدہ سے عمدہ نعمتیں جو اس کے بقائے نفس کے لئے اشد ضروری ہیں، یہ صرف مولیٰ کریم کے حکم کی رضامندی کی خاطر ان کو چھوڑتا ہے اور پھر دیکھتا ہے کہ چھوڑ سکتا ہے تو بھلا ایسا انسان جو خدا کے لئے ضروری چیزیں چھوڑ سکتا ہے وہ شراب کیوں پینے لگا اور خنزیر کیوں کھانے لگا؟ جس کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے۔ یا مثلاً کوئی رشوت خور، ربوٰ خوری کرنے والا یا چور یا ایسا انسان جو قرض لیتا ہے کہ ادا کرنے کی نیّت نہیں ہے جبکہ دیانتداری سے کام لیتا ہے اور مولیٰ کریم کی اجازت اور پروانگی کے سوا کچھ نہیں کرتا وہ ایسے خبیث مال کے لینے میں کیوں جرأت کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ اسی طرح گھر میں حسین جوان بیوی موجود ہے مگر اللہ ہی کی رضا کے لئے تیس دن چھوڑ سکتا ہے تو بدنظری کے لئے جی کیوں للچائے گا۔'' (خطباتِ نُور صفحہ 52)

فرمایا: ''**روزہ بڑی بابرکت چیز ہے اور اس میں انسان کو مشق کرائی جاتی ہے کہ وہ اپنی جان کے لئے ناجائز طور پر کوئی چیز استعمال نہ کرے** کیونکہ جب روزہ میں جائز چیزوں کو چھوڑنا سیکھے گا تو محمد رسول اللہ کو سچا سمجھتا ہوا اس کی ناجائز کردہ چیزوں کو تو ضرور ہی چھوڑ دے گا۔''

(خطباتِ نُور۔ صفحہ 562)

روزہ میں خداتعالیٰ کی صفات کا رنگ ہے

فرمایا: ''**روزہ ایک عظیم الشان عبادت ہے۔** اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَلصَّوْمُ لِیْ (بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)۔ روزہ میرے لئے ہے کیونکہ **روزے میں خداتعالیٰ کی صفات کا رنگ ہے۔ جس طرح خداتعالیٰ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ اس کی کوئی عورت ہے۔ ایسا ہی روزہ دار بھی تھوڑے وقت کے واسطے محض خدا کی خاطر بنتا ہے۔**

اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ (البقرۃ آیت 46) میں بھی صبر کے معنے روزے کے کئے گئے ہیں۔ **روزے کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے۔**'' (خطباتِ نُور۔ صفحہ 400)

ماہ رمضان کی غرض خداتعالیٰ کے قرب کا حصول ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے قرب الٰہی کے ذرائع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''قرب الٰہی کے لئے نہایت ضرورت ہے

1۔ اتّباع نبی کریمؐ کی جاوے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (ال عمران آیت 32)

2۔ کبر اور کسل سے کُلّی اجتناب۔ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ (الاعراف آیت 207)

3۔ استغفار و استقلال کے ساتھ درود شریف۔

(الف) اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا (ھود آیت 4) (ایڈیٹر)

(ب) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (حٰمٓ السجدہ آیت 31)

(ج) یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (الاحزاب آیت 57) (ایڈیٹر)

ماہ رمضان کی شب کو کیا کرے؟

فرمایا:

''1۔ بار بار تہجد پڑھے تا کہ بار بار عرض کا موقع ملے۔

2۔ ایسے اضطراب سے کہ گویا آخری فیصلہ ہے۔

3۔ پورے اُبال اور جوش سے۔

4۔ خلوت۔

رمضان میں گریہ، خشیت، دعا، غذا میں تغیّر کرو تا کہ آسمان سے تمہارے لئے برکات کا نزول ہو۔ میرے نزدیک اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ (الرعد آیت 12) دلیل ہے۔ بڑا بدنصیب ہے جس نے رمضان پایا اور تغیّر نہ پایا۔''

رمضان کے دن میں کیا کرے

فرمایا: ''**سبّ و شتم، غیبت، لغو، بدنظری اور کثرت کام سے بچے۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پر رہے۔ منزل قرآن اور مجاہدہ اور قرآن پڑھتے وقت ہر ایک آیت کو اپنے اوپر چسپاں کرکے دیکھے۔ جوئندہ یا بندہ۔ دعا، توبہ نصوح کرے۔**'' (ارشاداتِ نُور۔ جلد اوّل صفحہ 343)

تراویح

فرمایا: ''رمضان شریف میں تراویح کا پڑھنا ضروری ہے اور باجماعت پڑھنی چاہئیں کیونکہ اب فرضیت کا ڈر نہیں رہا۔ تراویح میں محدّثین اور فقہاء کا بڑا اختلاف ہے۔ مالکیوں کے ہاں 36 رکعت ہیں اور حنفیوں میں بیس رکعت ہیں۔ محدّثین میں گیارہ رکعت سے زیادہ ثابت نہیں۔ مَیں خود بھی گیارہ رکعت کو پسند کرتا ہوں لیکن مخالف کسی کا نہیں ہوں''۔

(ارشاداتِ نُور۔ جلد دوم صفحہ 489)

روزہ کس عمر میں فرض ہے؟

''ایک شخص نے سوال کیا کہ کس عمر میں روزہ لڑکے کے واسطے فرض ہوجاتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ بالغ ہوجانے پر روزہ فرض ہوجاتا ہے اور بلوغ کا نشان یہ ہے کہ زیر ناف بال پیدا ہوجاویں یا نیند میں جماع کرے۔

فرمایا: صحابہ بچوں کو کبھی روزہ رکھوا لیتے تھے۔

فرمایا: غالباً پندرہ برس کے لڑکے بالغ ہوتے ہیں۔ روزہ بالغ عقلمند پر ہے۔ یہ اجماع اسلام کا ہے۔ مگر صحابہ کرام دس گیارہ برس کے بچوں کو عادت ڈالنے کے لئے روزے رکھواتے تھے۔''

(ارشاداتِ نُور۔ جلد دوم صفحہ 14289)

مریض کا روزہ

فرمایا: ''**مریض کو یا جس کو روزہ رکھنے سے کوئی مرض ہوجاتا ہے روزہ نہ رکھے۔** وہ شخص روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلاوے۔ یہ حکم اسلام کا ہے۔''

روزے میں تھوک

سوال: جب کبھی مَیں روزہ رکھتا ہوں تو مجھے بہت تھوک آتی ہے اور بعض دفعہ تو نماز پڑھتے ہوئے منہ میں تھوک جمع ہوجاتی ہے اور کسی وقت نگلی جاتی ہے۔ **تو کیا تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟**

فرمایا: تھوک نگلا جاوے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔'' (ارشاداتِ نُور۔ جلد دوم صفحہ 462)

''صدقہ فطر

''صدقہ فطر کن لوگوں پر دینا واجب ہے اور کیا مساکین گروہ پر بھی صدقہ فطر واجب الادا ہے اور مساکین میں کون کون لوگ شامل ہیں؟

جواب میں حضرت امیر المومنینؓ نے فرمایا:

صدقہ فطر بموجب حدیث کے سب پر ہے۔ غنی ہو یا فقیر، بالغ ہو یا نابالغ۔ جو ایسا نادار ہے کہ اس کو ممکن نہیں تو لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا (البقرۃ آیت 287) کے ماتحت ہے۔ مسکین وہ ہے جو کام نہیں کرسکتا۔''

قضا شدہ روزے ساتھ ہی رکھنے ضروری ہیں یا بعد میں رکھے جاسکتے ہیں

فرمایا: ''مریض اور مسافر کے لئے قضاءِ رمضان علی الاتصال ضروری نہیں۔ جب چاہے بتدریج عدّت کو پوری کرے۔ جولائی کے روزے دسمبر میں رکھ سکتا ہے۔ یہی شرع اسلام کا حکم ہے۔ یہی معمول امام کا تھا۔''

(ارشاداتِ نُور۔ جلد دوم صفحہ 47)

روزہ نفس کے لئے ایک مجاہدہ ہے

فرمایا: ''رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں۔ اب یہ گزرنے کو ہیں۔ یہ دن پھر ہم کو اسی رمضان میں نہیں آئیں گے۔ نہیں معلوم آئندہ رمضان تک کس کی حیاتی ہے اور کس کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں خاص احکام دیئے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی خاص تاکید کی ہے۔ جو لوگ مسافر ہیں یا بیمار ہیں ان کو تو سفر کے بعد اور بیماری سے صحت یاب ہوکر روزے رکھنے کا حکم ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کو دن کے وقت کھانا پینا اور بیوی سے جماع کرنا منع ہے۔ کھانا پینا بقائے شخص کے لئے نہایت ضروری ہے اور جماع کرنا بقائے نوع کے لئے سخت ضروری ہے۔ اس مہینہ میں خداتعالیٰ نے دن کے وقت ایسی ضروری چیزوں سے رکے رہنے کا حکم دیا تھا۔ ان چیزوں سے بڑھ کر اور کوئی چیزیں ضروری نہیں۔ بے شک سانس لینا ایک نہایت ضروری چیز ہے مگر انسان اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ اس واسطے بنایا ہے کہ جب انسان گیارہ مہینے سب کام کرتا ہے اور کھانے پینے، بیوی سے جماع کرنے میں مصروف رہتا ہے تو پھر ایسی ضروری چیزوں کو صرف دن کے وقت خداتعالیٰ کے حکم سے ایک ماہ کے لئے ترک کردے۔ اور پھر دیکھو جہاں ایک طرف ان ضروری اشیاء سے منع کیا ہے دوسری طرف تدارس قرآن، قیام رمضان اور صدقہ وغیرہ کا حکم دیا ہے اور اس میں یہ بات سمجھائی ہے کہ جب ضروری چیزیں چھوڑ کر غیر ضروری چیزوں کو خدا کے حکم سے اختیار کیا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ خداتعالیٰ کے حکم کے برخلاف

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: دورہ جرمنی از صفحہ 20

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نام تو 'محمد' رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ محمد احمد ہے یا غلام محمد ہے یا اس طرح کے نام رکھے جاتے ہیں۔ اگر کسی کا نام محمد ہے تو وہ ﷺ بہرحال نہیں ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے تو غلط کہتا ہے۔ اگر آپ نے کوئی ایسا واقعہ دیکھا ہے تو آپ کو چاہئے کہ فوراً اُس کی اصلاح کرتیں۔ واقفینِ نَو کا یہ بھی کام ہے کہ اصلاح کریں۔ بے شک کوئی دوسرا آپ کو جتنا بھی برا بھلا کہے۔ حق کے لئے آپ کو مار بھی کھانی پڑے تو کھالیا کریں۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ اگر کسی کے لئے حج کرسکتے ہیں تو کیا کسی کے لئے عمرہ بھی کرسکتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر کسی کے لئے حج کرسکتے ہیں تو عمرہ کیوں نہیں کرسکتے؟ عمرہ بھی کرسکتے ہیں۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ ہم میں سے بعض واقفاتِ نَو نے لکھوایا تھا کہ ہم فلاں فیلڈ میں جائیں گے لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں جاسکیں۔ شادی ہوگئی اور بچے ہوگئے اور اس کے بعد اُس فیلڈ میں نہیں گئیں۔ تو ایسی واقفاتِ نَو کے لئے کیا حکم ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تبلیغ کا فیلڈ تو ہر ایک کے لئے خالی پڑا ہے۔ اگر بچے ہوگئے ہیں تو بچوں کی تربیت کا فیلڈ تو خالی پڑا ہے۔ عبادتوں کا فیلڈ تو خالی پڑا ہے۔ عبادتوں کے نمونے دکھائیں۔ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کریں اور اپنے ماحول میں تبلیغ کریں۔ اور اگر لجنہ کی طرف سے کوئی کام ملتا ہے تو اس کو ایک واقفِ زندگی کی طرح کریں۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ ہماری جماعت کا slogan 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' ہے لیکن بعض تنظیمیں ہیں اور بعض لوگ ہیں جو معصوم لوگوں کو قتل کررہے ہیں۔ ان کے بارہ میں کیا کہنا چاہئے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں نے اس حوالہ سے ایک خطبہ بھی دیا تھا۔ خطبے سنا کریں اور اُن کے points لیکر یاد رکھا کریں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارا جو بھی slogan ہے وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ سے بنا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم ظالم کی بھی مدد کرو اور مظلوم کی بھی مدد کرو۔ صحابہ نے پوچھا کہ ظالم کی مدد کس طرح کی جائے؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُس کو ظلم کرنے سے روکو، اس کو سمجھاؤ۔ ہاتھ سے روکو یا زبان سے روکو۔ ورنہ دعا کرو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ ہر ایک کے ساتھ پیار کا معیار ایک جیسا نہیں ہوسکتا۔ آپ کا جو اپنے بچے کے ساتھ پیار ہے اس کا معیار اور ہے، جو ماں باپ کے ساتھ پیار ہے اس کا معیار اور ہے، جو بہن بھائیوں سے ہے وہ اَور ہے، جو دوستوں سے ہے وہ اَور ہے۔ ہر ایک سے پیار کا معیار مختلف ہے۔ اب چور سے تو ہم ہمدردی نہیں کرسکتے کہ تم نے چوری کی ہے۔ لیکن ہمیں بحیثیت انسان اُس شخص سے ہمدردی ہے لیکن اُس کے عمل سے ہمیں ہمدردی نہیں ہے۔ اُس شخص کے لئے جو کسی قسم کا کوئی بھی غلط کام کرتا ہے اس کے لئے پیار اور ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر اُسے ہاتھ سے نہیں روک سکتے، زبان سے نہیں روک سکتے تو دعا کرکے روکیں۔ لیکن اگر دل میں کینہ بٹھا کر اُسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں تو یہ نفرت ہے۔ پیار کے بڑے وسیع معانی ہیں۔ صرف ظاہری معانی نہیں لینے چاہئیں۔ اگر آپ کے دلوں میں ایسے شخص کے لئے کینہ پیدا ہوتا ہے تو پھر وہ نفرت بن جاتی ہے۔ لیکن اگر اُس کی اصلاح کی کوشش ہے تو پھر وہ پیار کا ہی ایک معیار ہوتا ہے۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میرا تبلیغ کے حوالہ سے سوال ہے۔ کافی لوگ جماعت سے بہت متأثر ہوتے ہیں، خلافت سے بھی متأثر ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود جماعت میں شامل ہونا نہیں چاہتے۔ تو ایسے لوگوں کو کیسے گائیڈ کرنا چاہئے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر نہیں شامل ہونا چاہتے تو نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ 'ہدایت دینا اور اُسے جماعت میں شامل کرنا میرا کام ہے، تمہارا نہیں۔' آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا 'بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ۔' پس آپ کا کام تبلیغ کرنا ہے۔ اُن تک پیغام پہنچادیں۔ جو نیک فطرت ہوں گے اور جن میں خدا تعالیٰ کا خوف ہوگا وہ آجائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جو جماعت کو بھی اچھا سمجھتے ہیں اور خلافت کو بھی اچھا سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دعا کریں کہ اُن کے احمدی ہونے میں جو روک پیدا ہوگئی ہے وہ ختم ہوجائے اور وہ بیعت کرلیں۔ کیونکہ اصل چیز تو بیعت ہی ہے۔ آپ لوگوں کا کام ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا کریں۔ زبردستی تو نہیں کرسکتے اور نہ ہی کسی کو زبردستی احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ پیغام پہنچادیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ اس طرح کم ازکم پیغام تو پہنچ جائے گا۔ پھر ایسے حالات پیدا ہوں گے کہ اُن کی جو روکیں ہیں وہ دور ہوجائیں گی یا انہیں دنیا کا خوف دور ہوجائے گا، یا جماعت اتنی ترقی کرجائے گی کہ سب کو پتہ لگ جائے گا کہ لوگ اس میں شامل ہورہے ہیں تو اس وقت لوگوں کے پاس یہ بہانہ نہیں ہوگا کہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ جماعت کیا چیز ہے۔ تو جب وہ breakthrough ہوگا تو انشاء اللہ لوگ شامل ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اسی لئے 'فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً' کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ کا کام استغفار کرنا اور دعا کرنا ہے۔ وہ کرتے چلے جائیں اور پیغام پہنچاتے چلے جائیں۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میں نے انجینئرنگ میں بیچلرز کیا ہوا ہے اور intelligent systems میں ماسٹرز کررہی ہوں۔ ماسٹر کے کورس میں تین فیلڈز ہیں جس میں مَیں جاسکتی ہوں۔ ایک artificial intelligence ہے، دوسری میڈیکل devices بنانے کی فیلڈ ہے اور تیسرا disabled افراد کے لئے intelligence سسٹم بنانے کی فیلڈ ہے۔ ان میں سے مجھے کونسی فیلڈ اختیار کرنی چاہئے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو تیسری فیلڈ ہے disable لوگوں کے لئے intelligence system بنانے کی اُس فیلڈ میں چلی جائیں۔ بلکہ جب یہ کریں تو ہم نے ربوہ میں بھی معذور افراد کے لئے ایک سکول کھولا ہوا ہے۔ وہاں بھی وقفِ عارضی کرکے آئیں۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب دورے پر جاتے ہیں تو کیا اپنی packing خود کرتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں خود نہیں کرتا۔ اللہ کے فضل سے میری بیوی کرتی ہے۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے اپنی والدہ کے لئے جنہیں brain tumour کا عارضہ ہے دعا کی درخواست کی۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

☆ **اس کے بعد ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ یہاں جرمنی میں parental leave benefit ملتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب بچہ ایک سال کا ہوجائے تو مائیں جلد ازجلد اپنے کام پر واپس جائیں اور دوسرا اس کا مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ باپ بھی بچوں کی دیکھ بھال کریں۔ یہاں کی سوسائٹی اگر اس طرح کی باتوں کو follow کرے تو کیا وہ ترقی کرسکتی ہے؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر گورنمنٹ maternity benefits دیتی ہے تو وہ ایک حق ہے جو حکومت نے دیا ہوا ہے۔ اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟ اگر کوئی مرد ایسا کرتا ہے کہ گورنمنٹ سے پیسے لے لئے اور کام پر جانا چھوڑ دیا اور کہا کہ تم بچے پالو اور میں باہر سیر پر جارہا ہوں تو یہ ناجائز ہے۔ لیکن اگر بیوی کا ہاتھ بٹا رہے ہیں اور بچوں کی دیکھ بھال کررہے ہیں تو پھر جائز ہے۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے گزشتہ خطبہ جمعہ میں اپنی پھوپھو کے بارہ میں فرمایا تھا کہ انہوں نے لاٹری لی تھی۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
میں نے تو کہیں بھی لاٹری کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ لاٹری تو حرام ہے۔ میں نے پرائز بانڈ کہا تھا۔ پاکستان میں پرائز بانڈز چلتے ہیں اور پرائز بانڈ ایسی چیز ہے جو جائز ہے۔ کیونکہ اگر آپ پرائز بانڈ خریدتی ہیں تو اس کے بعد اُس کو بیچ بھی سکتی ہیں۔ لاٹری میں تو ہوتا ہے کہ ایک لاٹری نکل آتی ہے اور باقی ساری ضائع ہوجاتی ہیں۔ لیکن پرائز بانڈ گورنمنٹ کی سکیم ہے۔ اگر ایک سو روپے کا پرائز بانڈ ہے جو ایک بار نہیں نکلا تو ہوسکتا ہے اگلی بار نکل آئے۔ اگر نہیں نکلتا اور چار، پانچ یا دس سال پڑا رہتا ہے تو پھر بھی آپ کو اپنا سو روپیہ واپس مل جائے گا۔ اسی طرح یوکے میں بھی پرائز بانڈ سسٹم ہے۔ پرائز بانڈ خریدنا بالکل جائز ہے لیکن لاٹری ایک دفعہ لی اور وہ ضائع ہوگئی۔ اس میں دو یا تین انعام نکلے اور ختم ہوگئی۔ لیکن پرائز بانڈ میں ایک فرسٹ پرائز ہوتا ہے، پھر سیکنڈ پرائز ہوتا ہے، پھر تھرڈ پرائز ہوتا ہے اور پھر بیشمار پرائز ہوتے ہیں۔ اور پرائز بانڈ کی value ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ اگر سو روپیہ کا پرائز بانڈ ہے تو وہ اسی طرح ہے جیسے سو روپیہ کا نوٹ رکھا ہوا ہے۔ اگر پانچ ہزار روپے کا پرائز بانڈ ہے تو ایسے ہی جیسے پانچ ہزار روپیہ گھر میں پڑا ہے۔ اس لئے بانڈ اور لاٹری میں بڑا فرق ہے۔ لاٹری تو ایک جوأ ہے جبکہ بانڈ جوأ نہیں ہے۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میرے جڑواں دو بچے ہیں۔ اُن کی تربیت کی بڑی فکر ہوتی ہے۔ کیا حضور اپنے personal experience سے کوئی advice دے سکتے ہیں۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اپنا نمونہ قائم کریں۔ آپ کی نمازیں اچھی ہوں۔ بچوں کو پتہ ہو کہ آپ نمازیں پڑھنے والی ہیں۔ جو مائیں اور باپ نمازیں پڑھنے والے ہیں اُن کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی گھر میں خود ہی جائے نماز بچھاتے ہیں اور اللہ اکبر کہہ کر نمازیں پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔ تو بچپن سے ہی بچوں کو ایسی عادت ڈالیں۔ پھر میاں بیوی کا جو آپس کا تعلق ہے اس میں اچھی زبان ہونی چاہئے اور اچھے اخلاق ہونے چاہئیں۔ آپس میں بات چیت نرم ہو اور پیار محبت والی ہو تو بچوں کو بھی احساس ہو کہ پیار محبت کی باتیں کرنی ہیں، گالم گلوچ نہیں کرنی۔ اس طرح اپنے نمونے دکھائیں۔ یہی میں نے دیکھا ہے کہ اگر اپنے نمونے دکھائیں تو بچوں پر بہرحال اثر ہوتا ہے۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میں ڈاکٹر ہوں اور یہاں احمدی ڈاکٹرز کی ایسوسی ایشن بنی ہوئی ہے۔ لجنہ کی بھی ایسوسی ایشن ہے۔ ہم بحیثیت احمدی ڈاکٹرز اس ایسوسی ایشن میں رہ کر کیا کرسکتے ہیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کی ایسوسی ایشن کے اصول و ضوابط یا by-laws نہیں بنے ہوئے؟ اس میں ایک تو یہ ہے کہ وقفِ عارضی کے لئے جائیں۔ افریقہ میں ہمارے ہسپتال ہیں وہاں احمدی ڈاکٹر وقفِ عارضی کے لئے جاسکتے ہیں۔ فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں جاسکتے ہیں۔ قادیان میں جاسکتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ جو پیسے کمانے والے ہیں وہ غریب students کے لئے سکالرشپ بھی جاری کرسکتے ہیں۔ اسی طرح عمومی طور پر کیمپ لگا کر خدمتِ خلق کے کام یہاں بھی کرسکتے ہیں۔ ریفیوجیز کیمپس میں جاکر خدمت کرسکتے ہیں۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً بیعت نہیں کی بلکہ تیس چالیس دن بعد بیعت کی۔ اس میں کیا حکمت تھی؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوگی۔ کچھ مصروفیات ہوں گی یا کوئی وجہ ہوگی لیکن حضرت علی رضی اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کامل اطاعت کی ہے۔ اس چیز کو تو شیعوں نے زیادہ اُٹھایا ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے بیعت نہیں کی تھی۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہیں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دن یا ایک لمحہ کے لئے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت سے باہر گئے ہوں۔ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک کتاب بھی لکھی ہوئی ہے۔ اب آپ بڑی ہوگئی ہیں اور وقفِ نَو میں بھی ہیں۔ اس لئے اس کتاب کو پڑھیں اور اپنا علم بڑھائیں۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ نمازِ وتر میں دعائے قنوت اگر بھول جائیں تو ضروری ہے کہ وہ رکعت دوبارہ پڑھیں؟**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نہیں دوبارہ رکعت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر بھول گئے تو کوئی بات نہیں۔ نہ سجدہ سہو کی ضرورت ہے اور نہ دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ جب میاں بیوی کی شادی ہوتی ہے تو دونوں کو ایک دوسرے سے بڑی توقعات ہوتی ہیں۔ لیکن جب توقعات پر پورا نہیں اترتے تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیاں ہوتی ہیں جو کہ بعد میں بڑی لڑائیاں بن جاتی ہیں۔**

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو میاں بیوی زیادہ امیدیں رکھتے ہیں وہ دونوں ہی

غلط کرتے ہیں۔ کسی آئیڈیل کی تلاش نہیں کرنی چاہئے۔ جو زندگی کی اور دنیا کی حقیقت ہے اس کو سمجھنا چاہئے۔ کوئی بھی انسان perfect نہیں ہوتا۔ عورت میں کمیاں، کمزوریاں اور shortcomings ہوتی ہیں اور مَردوں میں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے میرے پاس جب ایسے جوڑے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شادی کے بعد نصیحت کریں تو میں انہیں کہتا ہوں کہ اپنی آنکھ، کان اور زبان ایک دوسرے کی برائیاں دیکھ کر بند کر لو تو تمہارے جھگڑے ختم ہوجائیں گے۔ میاں بھی اپنی آنکھ، کان اور زبان بند کرلے اور بیوی بھی کرلے۔ اگر تلاش کرنے لگو تو کھود کھود کر کئی باتیں مل جائیں گی۔ جیسے بات بنی ہوئی ہے کہ آٹا گوندھتے وقت کہنی کیوں ہل رہی ہے۔ اس پر بھی لڑائی ہوجاتی ہے۔

اسی واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کس موقع پر بیگم صاحبہ کو تحفہ دیتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ کسی خاص موقع پر تو نہیں دیتا۔ عیدوں وغیرہ پر عیدی وغیرہ دے دیتا ہوں۔

☆ ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ میں یہاں ایک ادارے میں گئی تھی جہاں ایک مرد بیٹھا ہوا تھا جس نے سلام کے لئے آگے ہاتھ کردیا تھا۔ ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے ساتھ بھی ایک آدھ مرتبہ ایسا ہوا ہے اور میں تو یہی کرتا ہوں کہ آگے تھوڑا جھک جاتا ہوں جس سے اگلے بندے کو سمجھ آجاتی ہے۔ یہ تو آپ نے اپنے آپ کو خود بچانا ہے۔ اگر معاشرہ سے ڈرتی ہیں تو پھر کچھ نہیں ہوگا۔ دو چار مرتبہ ایسا کریں گی اور اگلے کو بتادیں گی کہ میرا مذہب مجھے یہ کہتا ہے کہ مردوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملانا تو وہ خود ہی ٹھیک ہوجائے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
آپ نے اگر اپنی مذہبی تعلیم کو پھیلانا ہے، لوگوں کو اس کے بارہ میں بتانا ہے اور اس پر قائم رہنا ہے تو پھر بعض دفعہ لوگوں کے دلوں میں چھوٹی موٹی بے چینیاں پیدا ہوں گی اور وہ تو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ یہ کوئی آج کی بات نہیں بلکہ ہمیشہ سے ہی ایسے ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے۔ اس دور کی بات ہے جب Indo-pak ایک continent تھا اور انگریزوں کے زیرِ اثر تھا اور ان کے وائسرائے اور لارڈز اور گورنر وغیرہ ہوتے تھے۔ ان میں سے بعضوں کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ذاتی تعلقات بھی تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ میں دہلی گیا ہوا تھا تو وہاں ایک لارڈ نے میری دعوت کی تو میں نے اُسے کہا کہ مجھے نہ بلاؤ کیونکہ وہاں اور بھی بہت سارے لوگ ہوں گے اور عورتیں بھی ہوں گی اور میں نے عورتوں سے سلام نہیں کرنا تو اس سے لوگوں میں بے چینی پیدا ہوگی۔ اس پر اس نے کہا کہ کوئی بات نہیں، آپ آجائیں۔ تو میں نے کہا ٹھیک ہے، میں پھر ایک کونے میں بیٹھوں گا۔ تو وہاں ایک کونے میں بیٹھ گئے لیکن وہاں بھی ایک پرانا واقف انگریز ملنے کے لئے آگیا اور اس کی بیوی نے ہاتھ بڑھادیا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری طرف سے معذرت ہے میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ اس پر وہ عورت بڑی ناراض ہوئی اور وہ انگریز خود بھی بڑا شرمندہ ہوا اور بعد میں لکھا کہ میں ساری رات بے چین رہا کہ آپ بھی کہتے ہوں گے کہ میرے آپ کے ساتھ اتنے پرانے تعلقات ہیں اور مجھے اسلام کی تعلیم کا بھی پتہ ہے اس کے باوجود میں نے اپنی بیوی کو نہیں بتایا کہ سلام کے لئے آگے ہاتھ مت بڑھانا اور بیوی کے لئے بھی میں علیحدہ پریشان رہا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ نے کہا کہ میں نے بعد میں اس کو خط بھی لکھا اور اس کی دعوت بھی کی اور اس کی بیوی کو بھی بلایا۔ انہیں کھانا وغیرہ کھلایا اور ان کی اچھی دعوت ہوگئی اور ان کی تسلی ہوگئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
اگر قریبی تعلقات ہوں تو ایسی صورت بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر ایک آدھ بار ہی ملنا ہے تو پھر دور سے کہہ دیں کہ السلام علیکم۔

☆ پھر ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میری پھوپھو کو پاکستان (لاہور) میں شہید کردیا گیا ہے۔ ان کے لئے دعا کی درخواست کرنا چاہتی ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ سوڈالر اور ایک موبائل کی خاطر اُن کو قتل کردیا گیا ہے۔ جس نے قتل کیا ہے وہ ایک الیکٹریشن تھا جس نے وہاں سے صرف 100 ڈالر چوری کئے ہیں اور ایک موبائل چوری کیا اور اس کی خاطر انہیں شہید کردیا۔

☆ ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ اسلام میں کُل چھ کلمے ہیں جیسے کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت۔ باقی کلموں کی کیا اہمیت ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: غیر احمدیوں نے کئی کلمے بنائے ہوئے ہیں۔ اصل کلمہ تو لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہی ہے۔ اور بعض موقعوں پر أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ بھی پڑھا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ سے تو یہی ثابت ہوتے ہیں، باقی تو جتنے مرضی کلمے بنالیں۔

☆ اسی واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ یہاں بچوں کی سالگرہ وغیرہ کے موقع پر اُن کے گھر والے کیک وغیرہ یا کوئی اور چیزیں پیک کرکے کلاس کے بچوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر وہ سکول میں بچوں میں ٹافیاں، گولیاں، چاکلیٹ یا کیک وغیرہ بانٹتے ہیں تو آپ بھی بانٹ دیا کریں۔ لیکن بچوں کو یہ بھی بتائیں کہ ہماری سالگرہ یہ ہے کہ ہم غریبوں کو بھی دیتے ہیں۔ بچے سے کچھ صدقہ دلوائیں اور اسے کہیں کہ دعا کرو کہ اللہ مجھے نیک بنائے۔ لیکن گھر میں سالگرہ نہیں منانی۔ اگر لوگ سکول میں بچوں میں ٹافیاں، کیک وغیرہ بانٹتے ہیں تو آپ بھی کرلیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ خاص رسم کے طور پر سالگرہ منانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن سکول میں سال میں ایک آدھ مرتبہ اگر دوسرے بچے بانٹتے ہیں تو پھر اگر آپ کے بچے بھی دے دیں تو کوئی حرج بھی نہیں ہے کیونکہ دوسرے بچے پوچھتے ہیں کہ تمہاری سالگرہ کب ہے؟ یہ کوئی اتنا بڑا شرعی مسئلہ بھی نہیں ہے کہ اس کی پابندی نہایت ضروری ہے لیکن اس لحاظ سے بہرحال اہم ہے کہ فضول خرچی نہ کی جائے اور گھروں میں دعوتیں نہ کی جائیں اور گھروں میں سالگرہ نہ منائی جائے۔ ایسے موقعوں پر اپنے بچوں سے کہیں کہ تم اپنی کلاس کے بچوں کے لئے تو بے شک ٹافیاں، گولیاں چاکلیٹ یا کیک وغیرہ لے جاؤ لیکن تمہیں یہ پتہ ہونا چاہئے کہ اپنی سالگرہ والے دن تم نے غریبوں کی مدد کرنی ہے۔ اس لئے چیریٹی میں کچھ دو، کچھ صدقہ دو اور دعا کرو۔ اگر یہ سب کرلیتے ہیں تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن بہرحال زبردستی بوجھ ڈال کر نہیں کرنا۔

☆ ایک واقفۂ نَو نے تیسری جنگِ عظیم کے حوالہ سے سوال کیا کہ تیسری جنگِ عظیم کے بعد سب کچھ ختم ہوجائے گا۔ اس کے بعد جماعت کا ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ کیسے ہوگا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو یہ کس نے کہہ دیا ہے کہ سب کچھ ہی ختم ہوجائے گا۔ تیسری جنگِ عظیم تو ہوگی لیکن بہت ساری دنیا بچ بھی جائے گی۔ سب کچھ تو ختم نہیں ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے؛

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائیں جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

تو اللہ تعالیٰ سے پیار کرو، اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھو تو اُس آگ سے جو جنگِ عظیم کی آگ ہے اس سے بچ جاؤ گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔
جنگ کے بعد جو لوگ بچ جائیں گے انہیں کم از کم یہ پتہ ہوگا کہ انہیں پہلے ہی بتایا ہوا تھا کہ جنگ ہونی ہے اس لئے اس کے بعد بہت سارے لوگ اسلام میں بھی داخل ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ باقی رابطہ سیٹلائٹ فون کے ذریعہ ہوجائے گا۔ ہر جماعت میں ایک سیٹلائٹ فون رکھ لیں تو ٹھیک ہے۔

☆ ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ لڑکوں کی مہندی نہیں ہوتی۔ لیکن مہندی والی رات اُن کی بہنیں یا بھابیاں وغیرہ مل کر گانے وغیرہ گا سکتی ہیں یا نہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے یہ بتائیں کہ شریعت میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ مہندی کرنی ضروری ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے اور شریعت کے لحاظ سے بھی صرف ایک فنکشن جو کہ ولیمہ کا فنکشن ہے وہ ضروری ہے۔ اس موقع پر اگر لڑکیاں رونق لگا کر کچھ گانا وغیرہ کرنا چاہتی ہیں تو کرسکتی ہیں۔ اسی طرح اگر قریبی رشتہ داروں نے کوئی رونق وغیرہ لگانی ہے تو کرلیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن کوئی ایسی بھی ضروری چیز نہیں ہے کہ لازمی کرنی ہے۔ لیکن اتنی سختی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اگر گھر میں بیٹھ کر بہن بھائی، بھابیاں یا ماں باپ یا بعض قریبی رشتہ دار ماموں، پھوپھیاں وغیرہ اکٹھے ہوجاتے ہیں اور رونق لگ جاتی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ ہمارے حلقہ کی ایک لجنہ نے بتایا کہ وہ کسی ڈاکٹر کے پاس گئی تھیں اور ڈاکٹر نے آگے ہاتھ بڑھادیا تھا جس پر انہوں نے ڈاکٹر سے ہاتھ ملادیا تھا۔ اس پر میں نے اُن سے کہا کہ ہاتھ ملانا تو منع ہے۔ اس پر اُس آنٹی نے جواب دیا کہ نہ تو اس کے دل میں کوئی برائی تھی اور نہ میرے دل میں۔ اس لئے ہاتھ ملانے سے کچھ نہیں ہوتا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ غلط کہتی ہیں۔ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ دل میں برائی نہ ہو تو ایسا کرسکتے ہیں؟ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ اسلام کے جو احکامات ہیں وہ ہر ممکنہ چیز کو cover کرتے ہیں۔ سو میں سے اسّی نوے فیصد جو مرد عورتیں ہاتھ ملاتے ہیں تو ان کے دل میں برائی نہیں ہوتی لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ نعوذ باللہ کیا آنحضرت ﷺ کے دل میں عورتوں کے لئے کوئی برائی تھی؟ یا عورتوں کے دل میں آنحضرت ﷺ کے لئے کوئی برائی تھی؟ کئی واقعات ایسے ملتے ہیں کہ عورتوں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا کہ ہماری بیعت لے لیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم عورتوں سے ہاتھ ملا کر بیعت نہیں لیتے۔ آنحضرت ﷺ کے کئی واقعات حدیثوں سے ثابت ہیں۔ بیعت جو کہ ایک پاکیزہ طریق کار ہے اور پھر آنحضرت ﷺ کا مقام دیکھیں۔ اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ پھر اس کے بعد باقی بُرائی کیا رہ گئی؟ یہ سب بہانے ہیں۔ لوگ اس معاشرے میں آکر ڈر جاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ اپنی تعلیم بتائیں اور اپنا ایمان مضبوط ہو اُن کے ماحول میں ڈھل جانا ویسے ہی بزدلی ہے۔ تو جس عورت نے بھی ایسا کیا ہے وہ نہایت بزدل عورت تھی۔

☆ اسی واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میرا دوسرا سوال پردہ کے حوالہ سے ہے کہ بعض عورتوں سے جب کہا جائے کہ پردہ کریں تو کہتے ہیں کہ یہاں کوئی احمدی نہیں ہے۔ اس لئے پردہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا پردہ صرف احمدیوں سے ہی کرنا ہے؟ ان سے کہیں کہ یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ صرف احمدیوں سے ہی پردہ کرو۔ بلکہ جب پردہ کا حکم آیا ہے اس سے پہلے ایک یہودی نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ بڑی غلط حرکت کی تھی کہ اُس کی چادر وغیرہ کھینچنے کی کوشش کی۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم دینا ہی تھا لیکن یہ بھی ایک وجہ بن گئی۔ تو یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ تم نے صرف احمدیوں سے ہی پردہ کرنا ہے۔ کیا خطرہ صرف احمدیوں سے ہی ہے؟ غیر احمدیوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے؟ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ تم نے صرف مسلمانوں سے ہی پردہ کرنا ہے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ اپنی چادر کو اپنے سر پر ڈالو اور اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینے ڈھانپو۔ اس لئے اگر وہ ایسا کہتی ہیں تو غلط کہتی ہیں۔ وہ اپنی نئی شریعتیں پھیلا رہی ہیں۔ آپ لوگ واقفاتِ نَو اسی لئے ہیں کہ ایسی عورتوں سے کہیں کہ اپنی بدعات نہ پیدا کرو اور اپنی اپنی شریعتیں نہ پھیلاؤ۔ آپ نے ان لوگوں کی اصلاح کرنی ہے۔ اس وقت میرے سامنے 230 واقفاتِ نَو جو بیٹھی ہیں اگر یہ ساری اصلاح کے لئے کھڑی ہوجائیں تو خود ہی لوگوں کے دماغ ٹھیک ہوجائیں گے۔

☆ ایک اور واقفۂ نَو نے پردہ کے حوالہ سے سوال کیا کہ جب ہم کسی جاب کے لئے اپلائی کرتے ہیں تو اکثر پہلی شرط ہی یہ رکھی ہوتی ہے کہ اگر آپ سکارف لیتے ہیں تو آپ یہ جاب نہیں کرسکتے۔ تو اس حوالہ سے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ یہ دیکھ لیں کہ آپ نے جو دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد کیا ہے اُس کو پورا کرنا ہے یا نہیں کرنا؟ یہ سوال اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کیا جاب ضروری ہے؟ اگر بھوکی مر رہی ہیں پھر تو سؤر کھانے کی بھی اجازت ہے۔ اگر تو بھوکے نہیں مر رہے اور گزارا ہو رہا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ صرف جاب کرنے کے لئے آپ اپنے پردے چھوڑ دیں۔ ہاں اگر کوئی بھوکا مر رہا ہے اور گزارا ہو ہی نہیں رہا اور کوئی دوسری صورت نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے وقتی طور پر جاب کے وقت پردہ اتار لیا لیکن وہاں سے نکلتے ہی فوری طور پر پردہ ہونا چاہئے۔ یا بعض پروفیشن ہیں، سائنٹسٹس ہیں یا ڈاکٹرز ہیں ان کا ایک اپنا لباس ہوتا ہے جو انہیں پہننا پڑتا ہے۔ وہ مجبوری ہے۔ وہاں تو برقعے پہن کر نہیں جاسکتیں۔ لیبارٹری ہے یا آپریشن تھیٹر ہے اس میں وہ خاص لباس پہن لیں لیکن اس

کے بعد پھر پردہ ہونا چاہئے۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میرے دو بچے ہیں جنہیں ایک بیماری ہے جس کے بارہ میں کہاجاتا ہے کہ یہ کزن میرج کی وجہ سے ہے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہی بیماری جب یورپ میں یہاں کے دوسرے لوگوں کو ہوتی ہے تو کیا وہ کزنوں سے شادی کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے؟ یہ بیماری تو جرمنوں میں بھی ہے۔ یہ لوگ غلط کہتے ہیں۔ قرآن کریم اگر کہتا ہے کہ شادیاں ہوسکتی ہیں اور کئی نسلوں سے ہورہی ہیں۔ میرے اپنے خاندان میں بہت سارے کزنوں کی آپس میں شادیاں ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے سب ٹھیک ٹھاک ہیں۔

☆ **ایک اور واقفۂ نَو نے پردہ کے حوالہ سے عرض کیا کہ جلسہ گاہ میں برقعے فروخت ہوتے ہیں۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو برقعے سیل (sale) ہوتے ہیں ان میں برقعہ کم اور فیشن زیادہ ہوتا ہے۔ اگر آپ کا یہی سوال ہے تو پھر صدر لجنہ کو چاہئے کہ مارکیٹ میں ایسے برقعوں کو غائب کروادیں۔ ایسے لوگوں کو سٹال ہی نہ لگانے دیں۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ کیا ہم قبرستان میں جاکر کسی اور کی قبر پر دعا کرسکتے ہیں؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیوں نہیں کرسکتے؟ کسی بھی واقف کار یا احمدی کی قبر پر دعا کی جاسکتی ہے۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مغفرت کی دعا کرسکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ **اسی واقفۂ نَو نے دوسرا سوال کیا کہ ہمارے گھر میں ایک جرمن خاتون آتی ہے اور وہ پوچھتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ساری انسانیت سے اتنا پیار کرتا ہے تو پھر افریقہ میں ایسا کیوں ہے کہ لوگ بھوک اور بیماری سے مر رہے ہیں۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا پیار کہاں جاتا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو قانون بنائے ہوئے ہیں۔ ایک قانونِ قدرت ہے اور ایک قانونِ شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیار بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہے۔ اگر کوئی کام نہیں کرے گا یا نکما ہوگا تو اس کا یہی حال ہوگا۔ لوگ تو یہاں یورپ میں بھی بیمار ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ عورت یہ کہے گی کہ اللہ تعالیٰ یہاں بھی لوگوں سے پیار نہیں کرتا؟ لوگ یہاں بھی فوت ہوتے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ ان سے پیار نہیں کرتا؟ بعض طوفان آتے ہیں، امریکہ میں hurricanes آتے ہیں۔ دنیا میں زلزلے آتے ہیں، ان سے بھی لوگ مرتے ہیں۔ تو کیا اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ پیار نہیں کرتا؟

اس پر واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ وہ خاتون کہتی ہے کہ وہاں افریقہ میں دو سال ہوگئے ہیں بارش نہیں ہوئی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا میں قحط تو آتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں استسقاء کی دعا سکھائی ہے۔ افریقہ میں بعض جگہوں پر جہاں جماعتیں ہیں وہاں سے کئی لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ بارش نہیں ہوئی، دعا کریں۔ تو میں ان سے یہی کہتا ہوں کہ باہر نکل کر نمازِ استسقاء پڑھو اور دعا کرو۔ اور جب انہوں نے دعائیں کیں تو وہاں بارشیں بھی ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے حالات ٹھیک ہوگئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کچھ تو بارشیں نہ ہونے کی وجہ بھی ہے لیکن کچھ ان کے اپنے قصور بھی ہیں کہ کام نہیں کرتے، نکمے بیٹھے رہتے ہیں۔ صرف دوسری قوموں سے مانگ کر کھانے کی عادت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کہا ہے کہ جو میری رحم کی صفت ہے وہ تم لوگوں کو بھی اپنانی چاہئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صدقہ وخیرات کرو اور غریبوں کا خیال رکھو۔ یہ قومیں اتنی زیادہ فصلیں، مکھن، دودھ اور گھی جو ضائع کردیتے ہیں اور پھینک دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ یہ افریقن ملکوں میں بھیجا کریں تا کہ ان کی بھی خدمت ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

قانونِ قدرت کے تحت قحط کے سال بھی آتے ہیں۔ بعض ابتلاء ہوتے ہیں اور لوگ اس میں مر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو ابتلاء میں ڈالا ہے تو اصل زندگی تو مرنے کے بعد کی ہے۔ اصل رحم تو اللہ تعالیٰ کا اُسی ابدی زندگی میں ہوتا ہے۔ کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ ان ساروں کو بخش دے اور ان سے حساب کتاب نہ لے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا رحم ہی ہے۔ ہم تو اسی بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ جب وہی اصل زندگی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش ایسے لوگوں کو اُس زندگی میں اپنا نظارہ دکھادے گی۔

☆ **ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ جب گھر میں ایک عورت اور ایک مرد ہو تو کیا امام آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے گا یا ایک ہی صف میں کھڑے ہوں گے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر میاں بیوی ہو یا بہن بھائی ہو۔ جو بھی مرد ہوگا وہ آگے کھڑا ہوجائے گا اور عورت پیچھے کھڑی ہوگی۔ لیکن بعض حالات میں ساتھ بھی کھڑے ہوجاتے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض دفعہ جب طبیعت زیادہ خراب ہوتی تھی اور گھر میں نماز پڑھتے تھے تو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو ساتھ بھی کھڑا کرلیتے تھے۔ عموماً تو پیچھے کھڑی ہوتی تھیں لیکن بعض دفعہ یہ کہہ کر کہ مجھے چکر آرہے ہیں ساتھ بھی کھڑا کرلیا کرتے تھے تا کہ نماز پڑھاتے وقت اگر چکر آئیں تو میں گِر نہ جاؤں۔ اس لئے سہارے کی ضرورت ہے۔ اصولی فیصلہ تو یہی ہے کہ پیچھے کھڑے ہونا ہے لیکن اگر کوئی مجبوری ہے تو اسلام آسانی کا مذہب ہے، شدت پسندی کا مذہب نہیں۔ اگر مجبوری ہے تو ساتھ بھی کھڑا ہوا جاسکتا ہے۔

☆ **اسی واقفۂ نَو نے آخری سوال کرتے ہوئے کہا کہ اگر ماں چاہتی ہو کہ بچہ وقف کرنا ہے لیکن گھر والے نہ مانیں تو اس صورت میں کیا کرنا چاہئے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس صورت میں دعا کرو۔ خاوند کو قائل کرلو۔ دونوں کی مرضی سے ہی وقف ہونا چاہئے۔

اس پر واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میرے دو بچے وقفِ نَو میں شامل ہیں لیکن ایک شامل نہیں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو وقفِ نَو میں شامل نہیں ہے اس کی تربیت ایسی کریں کہ بڑا ہو کر خود ہی وقف کردے۔ خدمت ہی کرنی ہے، وہ بڑے ہو کر بھی کرسکتا ہے۔ میں بھی تو وقفِ نَو میں نہیں تھا لیکن میں نے وقف کردیا تھا۔

....

واقفاتِ نَو (لجنہ) کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس ایک بجکر 50 منٹ پر ختم ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لے آئے اور پروگرام کے مطابق تقریب آمین ہوئی۔

....

تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 30 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی:

شاہ زیب حسن، توحید حیدر احمد، راحیل احمد جاوید، آرش رانا، انصار احمد، ظافر احمد، فاران طیب، سعد الرحمان انور، ابراہیم احمد، عطاء الرحیم، عطاء الحسیب ملک، شایان احمد صالح۔ لائبہ شمس، مدیحہ احمد، مائرہ احمد، عیشہ افضال شاہ، فریحہ نعیم، عابدہ بھٹی، عطیۃ الحکیم زبدہ بھٹی، سوسن احمد، عائلین زوہا جاوید، شافیہ احمد، عطیۃ الحیٔ نغمانہ بٹ، ھبۃ المتین خان، ملیحہ محمود، حفصہ غفّار، مناہل وسیم جنجوعہ، ثروت کلیم جنجوعہ، امۃ السمیع محمد، عیشہ احمد۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

... ...(باقی آئندہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

"گہری عقل اور تقویٰ کی روشنی عدل کے بغیر نصیب نہیں ہوا کرتی۔ .... اگر پاکستان کو عدل نصیب ہوجائے تو پاکستانی قوم دنیا کی کسی قوم سے کوئی پیچھے نہیں بلکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ صف اوّل کی قوموں میں غیر معمولی چمکنے والی قوم بن سکتی ہے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 فروری 1993ء۔ خطبات طاہر جلد 12۔ صفحہ 130)

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے برائے سال 2017ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان و انٹرویو) 14 اور 15 جولائی 2017ء کو انشاء اللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

(1) **تعلیمی معیار:** درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60% سے کم نمبر نہ ہوں۔

(2) **عمر:** جی سی ایس سی (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر زیادہ سے زیادہ 19 سال ہونی چاہئے۔

(3) **میڈیکل رپورٹ:** درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

(4) **تحریری ٹیسٹ و انٹرویو:** درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نَو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

(5) **درخواست دینے کا طریق:** درخواست متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی: (1) درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب (2) درخواست دہندہ کی صحت بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی) (3) جی سی ایس سی/اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔ (4) پاسپورٹ کی مصدقہ نقل (5) درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

(1) درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

(2) مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 جون 2017ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔ (3) جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK, Branksome Place, Hindhead Road, Haslemere, GU27 3PN.
Tel:+44(0)1428647170, +44(0)1428647173
Mobile: +44(0)7988461368, Fax: +44(0)1428647188

(4) رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ، یوکے)

جماعت احمدیہ برازیل کے 23ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: وسیم احمد ظفرؔ۔ مبلّغ انچارج جماعت احمدیہ برازیل)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ برازیل کو اپنا تئیسواں جلسہ سالانہ 6 اور 7 اگست 2016ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

جلسہ میں شرکت کیلئے دعوت نامہ مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے مقامی افراد کو بذریعہ ڈاک اور دستی بھجوایا گیا۔ اخبارات سے بھی رابطہ کر کے انٹرویوز دیئے چنانچہ دو مقامی اخباروں Tribuna de Petropolis - Diario de Petropolis نے جلسہ سے قبل اور بعد میں بھی جلسہ سے متعلق رپورٹس شائع کیں۔

جلسہ سالانہ کی تیاری کے ضمن میں وقار عمل کئے جاتے رہے۔ حسب سابق لنگر خانہ بھی جاری کیا گیا تھا۔ امسال پہلی بار پرچم کشائی کی تقریب بھی منعقد ہوئی۔ افتتاحی تقریب سے قبل خاکسار نے جماعت احمدیہ اور مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب نائب صدر جماعت نے برازیل کا جھنڈا الہرایا۔ خاکسار نے دعا کروائی۔

پہلا روز 6 اپریل بروز ہفتہ

جلسہ سالانہ کا افتتاحی اجلاس 6 اگست بروز ہفتہ شام 5 بجے شروع ہوا جس کی صدارت مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب نائب صدر جماعت برازیل نے کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام میں سے چند اقتباسات پڑھ کر سنائے گئے۔ پھر خاکسار نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کی اور بتایا کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ اس الٰہی سکیم کا حصہ

بن رہے ہیں جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے خود رکھی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں شامل ہونے والوں کے لئے بہت دعائیں کی ہیں۔

اس کے بعد ربوہ پاکستان سے آئے ہوئے ایک مہمان مکرم وسیم طاہر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا انہوں نے اس طرف توجہ دلائی کہ جب ہم احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں تو ہمیں یہ بھی سوچنا چاہئے کہ احمدیت کی ترقی اور غلبہ کے لئے ہمارا کتنا حصہ ہے۔

دوسرا روز 7 اگست بروز اتوار

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد کے ساتھ ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس القرآن بھی پیش کیا گیا۔

ہر سال جلسہ سالانہ کے لئے ایک موضوع کا انتخاب کیا جاتا ہے اور دوسرے مذاہب کے نمائندگان کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو آ کر اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ امسال کا موضوع تھا: ''امن کے قیام کے لئے اعلیٰ اخلاق ضروری ہیں''۔ اس پروگرام میں مختلف مذاہب اور فرقوں کے پانچ (5) نمائندگان نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں 65 مہمانوں سمیت ایک سو سے زائد افراد شریک ہوئے۔

اختتامی اجلاس کا باقاعدہ آغاز خاکسار وسیم احمد ظفر نیشنل صدر و مبلغ جماعت احمدیہ برازیل کی صدارت میں شروع ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے انجام دیئے۔ تلاوت قرآن کریم اور آیات کے پرتگیزی زبان میں ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام کے بعد مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے اسلام اور احمدیت کا تعارف پیش کیا۔ پھر دیگر مذاہب اور فرقوں کے نمائندگان کو باری باری اسٹیج پر بلایا گیا۔ ان کا تعارف کرواتے ہوئے اپنے اپنے مذہب کے مطابق اظہار خیال کی درخواست کی۔

آخر میں خاکسار نے اپنی تقریر میں اللہ تعالیٰ کا اور سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور جماعت احمدیہ کی امن کے لئے کی جانے والی کاوشوں کو بیان کیا۔ خاکسار نے اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم اور آپ کے پاک نمونے بھی بیان کئے۔

دعا کے ساتھ جلسہ سالانہ اختتام کو پہنچا۔

امسال قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں نسخوں اور دیگر لٹریچر کی نمائش بھی لگائی گئی تھی۔ ہر ترجمۂ قرآن کے ساتھ اس ترجمہ کی تفصیل بھی رکھی گئی تھی کہ کونسی زبان ہے اور کہاں کہاں بولی جاتی ہے۔

دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔

☆...☆...☆

بقیہ نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 2

اور نوافل کی پابند، تہجد گزار، متوکل علی اللہ، احمدیت کی فدائی اور خلافت سے بے انتہا پیار کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ ہمیشہ مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتیں۔ بڑی مہمان نواز، ہنس مکھ، خوش اخلاق اور خوش لباس، سب کو سلام میں پہل کرنے والی، تمام رشتوں کو بہترین رنگ میں نبھانے والی اور فیض رساں وجود تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

4۔ مکرمہ عائشہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم ماہی بخش صاحب۔ ربوہ)

21 مارچ 2017ء کو 112 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک زمانہ میں آپ کے صحابی حضرت میاں پیر محمد صاحب پیر کوٹی کے ہاں پیدا ہوئیں۔ خلافتِ احمدیہ کے پانچ ادوار دیکھنے نصیب ہوئے۔ خدا کے فضل سے ان کا خلافت سے بڑا گہرا اور مضبوط تعلق تھا۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور دعا گو، نیک خاتون تھیں۔ اولاد کی نیک تربیت کی۔ گاؤں میں کئی بچوں کو قرآن شریف سکھایا۔ آپ کی نسل کئی ملکوں میں آباد ہے جن میں بعض بطور مربیان سلسلہ اور بعض دیگر جماعتی خدمتوں کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ مکرم شریف احمد صاحب ڈیڑھوی سابق انسپکٹر وقف جدید کی والدہ تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

5۔ مکرمہ صفیہ رانجھا صاحبہ (آف امریکہ)

26 مارچ 2017ء کو امریکہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حکیم عبید اللہ رانجھا صاحبؓ کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئیں۔ ہجرت کے بعد ربوہ میں سکونت اختیار کی اور فضل عمر سکول میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ لجنہ اماء اللہ مقامی میں نیز اپنے حلقہ کی صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، متوکل علی اللہ اور بڑی صابر خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ عشق تھا اور نظامِ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتی تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم شہزاد احمد ملک صاحب آئرلینڈ میں بطور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

6۔ مکرم مبارک انور ندیم صاحب (ابن مکرم بشیر احمد گوندل صاحب۔ واہ کینٹ)

15 اپریل 2017ء کو بقضائے الٰہی فات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، انسانی ہمدردی کے جذبے سے سرشار اور بڑے صابر شاکر انسان تھے۔ واہ کینٹ میں بطور صدر حلقہ، سیکرٹری مال نیز خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ میں مختلف حیثیتوں سے جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تفسیر کبیر کا مطالعہ مکمل کرنے کی بھی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ بیٹے کا نام عزیزم لبیب احمد ہے جو جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہے۔

7۔ مکرمہ سیدہ ریاض فاطمہ صاحبہ (اہلیہ مکرم سید سجاد حیدر مرحوم۔ فلوریڈا۔ یو ایس اے)

23 مارچ 2017ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم سید سردار علی شاہ صاحب اپنے خاندان میں پہلے احمدی تھے۔ مرحومہ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے قادیان میں پڑھایا۔ آپ نماز روزہ کی پابند، دعا گو اور بہت ملنسار تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں ضرور شامل ہوا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم سید محمد یوسف صاحب مختار عام صدر انجمن احمدیہ کی بہو تھیں۔ مرحومہ کے بیٹے مکرم سید ساجد احمد صاحب امریکہ میں بطور نیشنل سیکرٹری اشاعت خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

8۔ مکرمہ سلمٰی سروری صاحبہ (اہلیہ مکرم عمر الدین دہلوی صاحب آف قادیان)

21 اپریل 2017ء کو 67 سال کی عمر میں بوجہ کینسر وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت غلام قادر صاحب شرقؓ کی نواسی تھیں۔ آپ کی والدہ نے قادیان کی محبت میں اپنی سات بیٹیوں میں سے پانچ کی شادی قادیان کے غریب گھرانوں میں کی۔ بڑی مہمان نواز، ملنسار، صابرہ و شاکرہ اور بہن بھائیوں کا خیال رکھنے والی، صفائی پسند، سلیقہ شعار، قناعت پسند بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں خاوند کے علاوہ چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

9۔ مکرم میاں مولود احمد صاحب (ابن مکرم میاں محمد اسحاق صاحب۔ ربوہ)

11 اپریل 2017ء کو 37 سال کی عمر میں حرکتِ قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پیدائشی طور پر کمزور تھے لیکن اس کے باوجود نمازوں کے پابند اور شوق سے قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ جماعتی کتب بھی زیر مطالعہ رہتیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

تصحیح

ہفت روزہ ''الفضل انٹرنیشنل'' 21 اپریل 2017ء کے صفحہ 12 پر ایک مضمون ''سمندر کتنے گہرے ہیں'' شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے آخر پر سورہ فاطر کی آیت سہواً غلط لکھی گئی ہے۔

درست آیت یہ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔

ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ انٹرنیٹ ایڈیشن میں درستی کر دی گئی ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔

(مدیر اعلیٰ)

Morden Motor (UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

جماعت احمدیہ ڈنمارک کے 25ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

مختلف علمی وتربیتی مضامین پر علماءِ سلسلہ کی تقاریر۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شاملینِ جلسہ کے لئے خصوصی پیغام۔

(رپورٹ: نعمت اللہ بشارت۔ مبلغ سلسلہ ناکسکو۔ ڈنمارک)

جماعت احمدیہ ڈنمارک کا پچیسواں جلسہ سالانہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے مورخہ 13-14 مئی 2017ء بروز ہفتہ و اتوار مسجد نصرت جہاں اور اس سے ملحقہ نئے تعمیر شدہ کمپلیکس کے نصرت ہال اور ناصر ہال میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر مسجد کے ماحول کو خوبصورت اور رنگارنگ پھولوں سے مزیّن کیا گیا تھا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا روز

13 مئی بروز ہفتہ سوا گیارہ بجے صبح مسجد نصرت جہاں کے خوبصورت لان میں لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم منیر احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ و استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی نے جو حضور انور کی ازراہ شفقت اجازت سے ڈنمارک کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے بطور مہمان مقرر تشریف لائے تھے، لوائے احمدیت جبکہ مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر جماعت ڈنمارک نے ڈنمارک کا جھنڈا لہرایا اور اجتماعی دعا کروائی۔ ازاں بعد ناصرات الاحمدیہ اور بعض چھوٹی بچیوں نے دعائیہ نغمات ایک گروپ کی صورت میں پیش کیے۔

مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب کی صدارت میں جلسہ سالانہ ڈنمارک کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی حسب پروگرام ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ناصر ہال میں شروع ہوئی۔

تلاوت و نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات اور صحبت صالحین کے موضوع پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس بھی پیش کیا کہ:

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لیے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 341)

آپ نے تقریر میں صحبت صالحین کے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اس زمانہ میں امام وقت کی صحبت سے مستفیض ہونا ہی حقیقی معنوں میں صحبت صالحین ہے جس کو حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ MTA ہے جس کے ساتھ وابستہ رہ کر ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطبات و خطابات سن کر اور ان پر عمل پیرا ہو کر حضور انور کی صحبت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔

آخر میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ مقبول دعائیں پڑھ کر سنائیں جو حضور نے جلسہ سالانہ میں شمولیت اختیار کرنے والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور کی ہیں۔ نیز آپ نے بیعت کی حقیقت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات بھی پیش کئے۔ اور اجتماعی دعا کروائی۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور ریفریشمنٹ کے بعد پونے تین بجے بعد دوپہر جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم محمد الیاس منیر صاحب (اسیر راہ مولیٰ ساہیوال)، مبلغ سلسلہ جرمنی و استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ موصوف حضور انور کی اجازت سے اپنی فیملی کے ساتھ اس جلسہ میں شمولیت کے لیے فرینکفورٹ سے تشریف لائے تھے۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ کا اس جلسہ کے لئے بھجوایا گیا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔ پیغام کا مکمل متن حسب ذیل ہے:

....

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ ڈنمارک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ ڈنمارک کو اپنا نیشنل جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس کو بہت کامیاب کرے۔ اللہ تعالیٰ شاملین جلسہ کو اس کے روحانی فوائد اور برکات سے فیضیاب فرمائے۔

یاد رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کا مقصد بندوں کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اس کے تمام حقوق ادا کرنا نیز حقوق العباد ادا کرنا بیان فرمایا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"اگر تم پورے طور پر خدا کی طرف جھکو گے تو دیکھو مَیں خدا کے منشاء کے موافق تمہیں کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک قوم برگزیدہ ہو جاؤ گے۔ خدا کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اس کی توحید کا اقرار نہ صرف زبان سے بلکہ عملی طور پر کرو تا خدا بھی عملی طور پر اپنا لطف و احسان تم پر ظاہر کرے"۔ فرمایا: "کینہ پروری سے پرہیز کرو اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ۔ ہر ایک راہ نیکی کی اختیار کرو۔ نہ معلوم کس راہ سے تم قبول کئے جاؤ۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20۔ صفحہ 308)

پس اگر آپ توحید پر قائم رہیں اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ترقی کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے ہوں گے کہ کیا ہم حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کر رہے ہیں۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں خلافت کے قیام کی خوشخبری دی ہے اور اس کے ساتھ ساری ترقیات کو وابستہ کر دیا ہے۔ اب اپنی روحانی بقا کے لیے اور توحید کے قیام کے لیے خلافت کے ساتھ آپ کو گہرا تعلق پیدا کرنا ہوگا۔ آپ کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ میرے خطبات توجہ سے سنیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف خطابات اور تقاریر میں مَیں جو ہدایات دیتا ہوں اُن کو حرزِ جان بنائیں۔ اُن پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ اس طرح آپ کے اندر خلافت کے ساتھ پوری وفاداری اور کامل اطاعت پیدا ہوگی۔

آپ کو چاہیے کہ اپنے بچوں کے دلوں میں بھی خلافت کی محبت پیدا کریں اور ان کو اس بابرکت نظام سے چمٹے رہنے کی تلقین کریں اور خلیفۂ وقت کے ساتھ پوری وابستگی رکھیں۔ آج اسلام کی نشاۃ ثانیہ خلافت کے نظام کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ اس لیے آپ کو چاہیے کہ آپ اور آپ کی نسلیں اس بابرکت سایہ کے نیچے رہیں۔

مَیں بار بار توجہ دلا چکا ہوں کہ ایم ٹی اے کو دیکھنا اور سننا اپنی زندگیوں کا لازمی حصہ بنائیں جس میں میرے خطبات بھی شامل ہوں۔ ہر عمر کے افراد جس میں نوجوان، مرد، عورتیں اور بچے شامل ہیں سب کو اس روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو میری ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اللہ آپ کو نیکی اور تقویٰ میں ترقی دے۔ عبادات کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق بخشے۔

آمین

والسلام

خاکسار

(مرزا مسرور احمد)

خلیفۃ المسیح الخامس

....

ایک نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم فلاح الدین ملک صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک کی تھی۔ جس کا موضوع تھا: "نماز دین کا ستون ہے"۔ آپ نے اپنی تقریر میں تمام احباب جماعت اور بالخصوص نوجوان طبقہ کو احسن رنگ میں، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نماز باجماعت کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بعض اقتباسات بھی پیش کیے۔

اس کے بعد مکرم عمادالدین ملک صاحب نے 'خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو' کے موضوع پر تقریر کی اور احباب جماعت کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور خدمت دین کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے کی طرف بھرپور انداز میں توجہ دلائی۔ اس ضمن میں آپ نے صحابہ رسول ﷺ اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایمان افروز واقعات بھی پیش کیے۔

اس اجلاس کی آخری تقریر خاکسار (نعمت اللہ بشارت۔ مبلغ سلسلہ) کی تھی جس کا موضوع تھا "اسلام میں عائلی زندگی کی اہمیت"۔ یہ تینوں تقاریر ڈینش زبان میں تھیں۔ یہ اجلاس سوا چار بجے اپنے اختتام کو پہنچا۔

ازاں بعد ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حسب ہدایت محترم امیر صاحب ڈنمارک، مکرم مولانا منیر احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی، مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی اور خاکسار نے احباب جماعت کے سوالات کے جواب دیئے۔ اس موقع پر بعض احباب نے ایمان و یقین، اطاعت، نماز اور اُخروی زندگی کی حقیقت کے بارے میں چند سوالات کیے۔ سوا پانچ بجے یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

....

جلسہ سالانہ کا دوسرا روز

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم منیر احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ یہاں یہ امر نہایت قابل ذکر ہے کہ امسال حضور انور نے ازراہ شفقت جرمنی سے دو مبلغین کرام مکرم مولانا عبد الباسط طارق صاحب اور مولانا منیر احمد منور صاحب کی منظوری بطور مہمان مقرر عطا فرمائی تھی۔ (اول الذکر اپنی بیماری کے باعث جلسہ میں شامل نہیں ہو سکے)

تلاوت و نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر کا عنوان "تاریخ جماعت احمدیہ ڈنمارک" تھا۔ مکرم محمد اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ نے مسجد نصرت جہاں کی تعمیر کے پچاس سال پورے ہونے کے حوالہ سے یہ بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر 1967ء میں مکمل ہوئی۔ اس کی تعمیر میں لجنہ اماء اللہ کی مالی قربانیوں کی لمبی داستان ہے۔ ڈنمارک میں احمدیت کا پیغام 1925ء میں پہلی بار پہنچا جبکہ یہاں سے دو خواتین قادیان گئیں اور وہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام سے آگاہی حاصل کی اور پھر یہاں آ کر 1927ء میں ایک عیسائی رسالہ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون شائع کروایا جو غالباً احمدیت کے حوالہ سے ڈنمارک میں شائع ہونے والا سب سے پہلا تعارف تھا۔

آپ کی اس تقریر کے بعد مکرم ڈاکٹر رانا عبدالرؤف خان صاحب نے خلیفۂ وقت کی اطاعت اور اس کے مقام و مرتبہ کے موضوع پر تقریر کی۔

ایک نظم کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر صدر مجلس و مہمان مقرر مکرم منیر احمد منور صاحب کی تھی۔ آپ نے 'تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں' کے حوالہ سے ایک نہایت علمی تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ بچوں کی تربیت کا آغاز اُن کی پیدائش سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے بیوی کے انتخاب میں دین کے پہلو کو ترجیح دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپ نے اس ضمن میں قرآن کریم کے احکامات، احادیث رسول ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے ارشادات نہایت تفصیل سے بیان کیے۔ نیز احباب جماعت کو اس اہم امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہ باقاعدگی سے ایم ٹی اے کے روحانی مائدہ سے فائدہ اُٹھائیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تمام خطبات جمعہ اور دیگر مواقع پر حضور انور کے خطابات سنیں کیونکہ یہ اس زمانہ میں اپنی اور اپنی اولاد کی تربیت کی ضمانت ہیں۔

مولانا موصوف کی اس تقریر کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب ڈنمارک نے بعض ضروری اعلانات فرمائے اور یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

اختتامی اجلاس

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور ریفریشمنٹ کے وقفہ کے بعد پونے تین بجے مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب ڈنمارک کی صدارت میں جلسہ سالانہ کے چوتھے اور آخری اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے احباب

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

حضرت مسیح موعودؑ پراعتراضات کے جواب

رسالہ ’’انصارالدین‘‘ جولائی واگست 2012ء میں مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کی جلسہ سالانہ یوکے 2012ء کے موقع پر کی گئی تقریر شامل اشاعت ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مخالفین کی طرف سے کئے جانے والے چند اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول یا نبی نہیں آتا مگر وہ اس کے ساتھ ٹھٹھا اور تمسخر کرنے لگتے ہیں۔ (سورۃ یٰسٓ)

کچھ ایسا ہی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ہوا۔

❁ **آپؑ کی تحریرات پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اُن میں تضاد ہے۔** دراصل حضرت مسیح موعودؑ نے 90 سے زائد کتب لکھی ہیں لیکن آپ کی تحریرات میں ہرگز کوئی حقیقی تضاد نہیں ہے۔ صرف صاف دلی سے اور نیک نیتی سے کتاب کو پڑھنے اور جاننے کی ضرورت ہے۔ اعتراض والی جگہ کے سیاق وسباق کو اچھی طرح دیکھا جائے تو بالعموم اعتراض کا جواب اسی جگہ پر موجود ہوتا ہے۔

ویسے بھی حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی تصانیف کا سلسلہ 28 سال کے طویل عرصہ پر پھیلا ہوا ہے اور ایک موضوع پر آپ نے مختلف مقامات پر اظہار خیال فرمایا ہے۔ اس لئے دیانت اور خداخوفی کا تقاضا ہے کہ کسی موضوع پر غور کرتے وقت آپ کی سب تحریرات پر نظر کی جائے اور یہ ایک مسلّمہ اصول ہے کہ اگر مصنف نے خود اپنی کسی تحریر کی وضاحت کردی ہو اور سابقہ تحریر سے اِمکانی طور پر پیدا ہونے والے اِبہام کو دُور کردیا ہو تو لازم ہوجاتا ہے کہ سابقہ تحریروں کو آخری تحریر کے تابع رکھا جائے اور خود مصنف کی بیان کردہ وضاحت کو حرفِ آخر کے طور پر فیصلہ کن قرار دیا جائے۔

❁ **مخالفین یہ اتہام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے معجزات ونشانات کو رسول اکرم ﷺ کے معجزات ونشانات سے زیادہ قرار دیا ہے۔** وہ حوالہ دیتے ہیں ’’تحفہ گولڑویہ‘‘ کا کہ ’’ہمارے نبی ﷺ سے تین ہزار معجزات ظہور میں آئے‘‘۔ اور پھر حوالہ دیتے ہیں ’’تتمہ حقیقۃ الوحی‘‘ کا کہ ’’اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں‘‘۔

دراصل ایک معجزہ متعدد نشانوں پر مشتمل ہوسکتا ہے جبکہ ایک نشان کئی معجزات پر مشتمل نہیں ہوتا۔ رسول مقبول ﷺ کے معجزات کو تین ہزار بیان فرمایا جو اپنے اندر اتنے نشانات رکھتے تھے کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔

افسوس کہ جس کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ سے وہ ایک فقرہ اٹھا کر اعتراض کرتے ہیں اسی کتاب میں حضورؑ فرماتے ہیں: ’’کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی ﷺ سے ... ہمارے نبی ﷺ کے معجزات اب تک ظہور میں آرہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے۔ جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات ہیں‘‘۔

❁ **مخالفین یہ ادّعا کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے نعوذ باللہ رسول پاک ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔** حالانکہ غلامِ صادق کا دعویٰ یہ ہے کہ: ’’میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اُس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیدومولیٰ فخر الانبیاء اور خیرالوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اُس کی پیروی سے پایا‘‘۔ (حقیقۃ الوحی)

❁ **ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضورؑ نے ابتدا میں دعویٔ نبوت سے انکار کیا اور بعد میں نبوت کا اعلان فرمادیا۔** یاد رکھنا چاہئے کہ رسول پاک ﷺ بھی ابتدا میں اپنے مقام کے بارہ میں بوجہ انکسار تاکیداً فرماتے رہے کہ مجھے حضرت یونسؑ پر فضیلت نہ دو اور نہ ہی مجھے حضرت موسیٰؑ پر ترجیح دو۔ باوجود اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کو لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا قرار دیا تھا لیکن جب ایک شخص نے آپؐ کو خیرالبریہ کہا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ تو ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے۔ لیکن نبوت کے آخری سالوں میں آپؐ نے فرمایا کہ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ کہ مَیں سب آدم زادوں کا سردار ہوں۔ یہ بھی فرمایا کہ مَیں دیگر تمام انبیاء سے چھ باتوں میں افضل ہوں۔ نیز فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ ’’براہین احمدیہ‘‘ کے زمانہ سے لے کر وفات کے دن تک یہی رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف عطا فرمایا، غیب کی خبریں عطا کیں اور اپنے الہامات میں آپ کا نام نبی رکھا۔ لیکن آپ نے اس مقام کی تاویل کرکے اسے محدّثیت قرار دیا۔ بعدازاں جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر واضح فرمایا کہ مقام نبوت کی حقیقت کیا ہے تو آپ نے بارش کی طرح نازل ہونے والی وحیٔ الٰہی کی متابعت میں آنحضرت ﷺ کی غلامی میں اُمّتی نبی اور مسیح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ گویا نفسِ دعویٰ میں کوئی فرق نہیں ہوا۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’جس جس جگہ مَیں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ مَیں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ مَیں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر اِن معنوں سے کہ مَیں نے اپنے رسولِ مقتداؐ سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اُس کا نام پاکر اُس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے، اِس طَور کا نبی کہلانے سے مَیں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پُکارا ہے‘‘۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

❁ **یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ اگر آپؑ کا حقیقی منصب نبوت کا تھا تو پھر آپ پر اس بات کا انکشاف اتنے عرصہ بعد کیوں ہوا؟** یہ نادان بھول جاتے ہیں کہ کسی بھی بات کا انکشاف کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور وہ جب چاہے اپنی حکمتِ بالغہ سے ان امور کا اظہار کرتا ہے۔ قرآن مجید تو یہ اصول بیان کرتا ہے لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَاب۔ کہ ہر بات کے ظہور کا ایک وقت مقرر ہے اور خدائے علیم وخبیر ہی اس کی حکمتوں کو سب سے بہتر جانتا ہے۔

نادان معترضین کے اس گستاخانہ اعتراض کی زَد تو پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر پڑ سکتی ہے۔ کیونکہ تحویل قبلہ کا حکم ہجرت کے سولہ یا سترہ ماہ کے بعد نازل ہوا، آیت خاتم النبیین آپ ﷺ پر دعویٔ نبوت کے پورے اٹھارہ سال کے بعد سن 5/ہجری میں نازل ہوئی۔

❁ **ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جگہ جگہ مبالغہ سے کام لیا ہے۔ مثلاً آپؑ نے لکھا ہے کہ میرے شائع کردہ اشتہارات ساٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ (اربعین نمبر3)۔** پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس عبارت میں ہرگز یہ نہیں لکھا کہ مَیں نے ساٹھ ہزار اشتہار لکھے ہیں بلکہ آپ نے اس قدر اشتہارات ’’شائع‘‘ کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

واقعاتی لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب ’’اربعین‘‘ کی اشاعت تک مجموعی طور پر 226 اشتہارات شائع فرمائے۔ اشتہارات کی اوسط تعدادِ اشاعت 300 بنتی ہے۔ اس طرح کُل تعداد سڑسٹھ ہزار آٹھ سو بنتی ہے۔ اگر آپؑ نے اس تعداد کو ’’ساٹھ ہزار کے قریب‘‘ بیان فرمایا ہے تو اس پر اعتراض کیسا؟

❁ اسی طرح **ایک اعتراض یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کہ مسیح پاکؑ نے اپنی کتب کے بارہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ’’اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں‘‘۔ (تریاق القلوب)۔** حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح پاکؑ کی بعض کتب بہت ضخیم بھی ہیں اور اُن کی تعداد اشاعت بھی سینکڑوں اور ہزاروں تک تھی۔ اگر ان سب کتب کے جملہ نسخوں کو اکٹھا کیا جائے تو یقیناً 50 سے زیادہ الماریاں باآسانی بھر سکتی ہیں۔

❁ **ایک اعتراض یہ ہے کہ ’’ایام الصّلح‘‘ میں حضرت عیسیٰؑ کی عمر 120 سال جبکہ ’’مسیح ہندوستان میں‘‘ 125 سال لکھی ہے۔ اور ’’تذکرۃ الشہادتین‘‘ میں حضرت مسیحؑ کے واقعۂ ہجرت کے ذکر میں لکھا ہے ’’اس واقعہ کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے 120 برس عمر پائی اور پھر فوت ہوکر اپنے خدا کو جاملا‘‘۔ معترض کہتا ہے کہ اس حساب سے تو حضرت عیسیٰ کی عمر 153 سال ہوجاتی ہے۔**

اہل زبان کے ہاں یہ مسلّمہ طرزِ بیان ہے کہ کسی انسان کے حالات اور زندگی کے واقعات بیان کرنے کے بعد جب یہ کہا جاتا ہے کہ پھر اس انسان نے اتنی عمر میں وفات پائی تو اس کا حساب اس کی پیدائش سے لگایا جاتا ہے نہ کہ زندگی میں ہونے والے الگ الگ واقعات سے۔ بالکل اسی طریق کے مطابق حضور علیہ السلام نے واقعہ صلیب کے بعد ہجرت کا ذکر فرمایا اور پھر لکھا کہ بالآخر انہوں نے 120 سال کی عمر میں وفات پائی۔

جہاں تک 120 اور 125 سال کا تعلق ہے تو احادیث میں دونوں روایات ملتی ہیں۔ کنز العمال اور المعجم الکبیر للطبرانی میں 120 اور الطبقات الکبری لابن سعد میں 125 سال مذکور ہے۔

❁ **مخالفین کا ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف کتب میں حضرت مسیح ناصریؑ کی قبر چار مختلف مقامات پر بیان کی ہے یعنی ملکِ شام، گلیل، یروشلم اور سرینگر کشمیر میں۔**

دراصل یروشلم شہر کا نام ہے۔ گلیل اس علاقہ یا صوبہ کا نام ہے اور شام اس تمام ملک کا نام ہے۔ اور تینوں لفظ بیک وقت درست ہیں۔ البتہ یروشلم اور سرینگر کے اختلاف کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

یروشلم والی قبر سے مراد وہ عارضی قبرنما جگہ ہے جس میں مجروح ہونے کی حالت میں حضرت مسیح ناصریؑ کو رکھا گیا تھا (ست بچن) اور وہاں سے وہ باہر نکل آئے۔ یہ سارا ذکر عیسائی عقیدہ اور اناجیل کی رُو سے ہے۔ اس سارے ذکر کے بعد آپؑ نے اپنی ذاتی تحقیق اور اس کا معین نتیجہ یوں درج فرمایا ہے کہ: ’’اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے‘‘۔ (ست بچن)

❁ **ایک اعتراض یہ ہے کہ آپؑ نے ’’شہادت القرآن‘‘ میں حدیث ھذا خلیفۃ اللہ المھدی کا حوالہ بخاری شریف دیا ہے جبکہ یہ حدیث وہاں نہیں ہے۔**

دیکھنے والی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو حدیث بیان کی ہے کیا وہ واقعی حدیث ہے یا نہیں!۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے الفاظ کے لحاظ سے بالکل درست ہے اور صحاح ستہ کی کتاب ابن ماجہ میں موجود ہے۔ امام حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں اس کو درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق بھی صحیح ہے۔

پس اس مسلّمہ حدیث کا حوالہ درج کرنے میں اگر سہواً دوسری کتاب کا نام درج ہوگیا ہے تو یہ جائے اعتراض نہیں۔ حضرت مسیح پاکؑ نے جن مشکل حالات میں 90 سے زائد کتب شائع فرمائیں وہ اپنی ذات میں ایک عظیم معجزہ ہے اور جہاں آپ نے اپنی کتب میں ہزاروں ہزار حوالے درست درج فرمائے۔ سہو ونسیان بشریت کا ایک تقاضا ہے اور انبیائے کرام اس سے بالا نہیں ہوتے۔ حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے نسیان کا ذکر قرآن مجید میں ہے اور ہمارے آقا ومولیٰ محمد عربی ﷺ کی زندگی میں بھی اس کی مثالیں نظر آتی ہیں نیز آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں، مَیں بھی کبھی بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو۔

❁ **تاریخی غلط بیانیوں کے حوالہ سے ایک اعتراض یہ اٹھایا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے: ’’تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی‘‘۔** (پیغام صلح)

یاد رکھنا چاہئے کہ معروف اور مشہور قول تو یہی ہے کہ رسول پاک ﷺ کے والد ماجد کی وفات اس وقت ہوئی جبکہ آپ کی والدہ ماجدہ حمل سے تھیں اور مسیح پاکؑ نے اس کا ذکر اپنی کتب میں کئی جگہ پر فرمایا ہے۔ البتہ سیرت کی کتابوں میں ایسے حوالے بھی بکثرت ملتے ہیں کہ آپؐ کے والد ماجد کی وفات آپؐ کی پیدائش کے بعد ہوئی۔ علامہ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ رسول پاک ﷺ کے والد ماجد کی وفات اس وقت ہوئی جب آپؐ پنگھوڑے میں تھے۔ (السیرۃ النبویہ ابن ہشام صفحہ 128)۔ بعض دیگر علماء نے والد ماجد کی وفات کے وقت آپؐ کی عمر 28 دن، دو ماہ، سات ماہ، نو ماہ، ایک سال، دو سال اور سوا دو سال بھی بیان کی ہے۔

جہاں تک آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات کا تعلق ہے۔ اس بارہ میں علامہ محمد باقر مجلسی نے لکھا ہے کہ ’’جب رسول اللہ ﷺ اپنی عمر مبارک کے چوتھے مہینہ میں پہنچے تو آپ کی والدہ آمنہ وفات پاگئیں۔ چار ماہ کی عمر میں آپؐ بغیر ماں باپ کے یتیم بچے تھے‘‘۔ (بحار الانوار)

اسی کتاب میں آپؐ کے دادا عبدالمطلب کا ایک قول بھی اسی مضمون کا درج ہے۔

❁ **حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف یہ اعتراض بھی اٹھایا جاتا ہے کہ آپؑ نے اپنے مخالفین کے لئے سخت کلامی کا**

طریق اختیار کیا حتیٰ کہ انہیں گالیاں بھی دیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اِس کی ابتدا کبھی بھی مسیح پاکؑ کی طرف سے نہیں ہوئی۔ آپؑ کا چیلنج ہے: ''کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ مَیں نے کسی مخالف کی نسبت اس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی کی ہو''۔ جب مخالفین کی بدزبانی حد سے بڑھ گئی تو آپؑ فرماتے ہیں کہ ''تب خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ صحتِ نیت کے ساتھ ان تحریروں کی مدافعت کروں''۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی)

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ایماء پر آپ نے اُن گالیوں کے جواب میں مخالفین کی اصلاح کی خالص نیّت سے جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُھَا (سورۃ الشوریٰ) کے مطابق اور معترضین کے جوش اور غیظ وغضب کو دُور کرنے کے لئے جوابی الفاظ استعمال فرمائے جن کا جواز لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الۡجَھۡرَ بِالسُّوۡٓءِ مِنَ الۡقَوۡلِ اِلَّا مَنۡ ظُلِمَ (سورۃ النساء) سے ملتا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ''دشنام دہی اَور چیز ہے اور بیان واقعہ کا، گو وہ کیسا تلخ اور سخت ہو دوسری شے ہے''۔ (ازالہ اوہام)

پھر مزید فرمایا: ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے''۔ (ازالہ اوہام)

سخت کلامی کے اتہام کے سلسلہ میں ایک محاورہ جس کو بہت اچھالا جاتا ہے وہ ذُرِّیَّۃُ الۡبَغَایَا ہے۔ عقلمند لوگ خوب جانتے ہیں کہ محاورہ کا لفظی ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ لالچی شخص کو محاورۃً اِبۡنُ الدِّیۡنَار کہا جاتا ہے حالانکہ وہ دینار کا بیٹا نہیں ہوتا۔ اسی طرح مسافر کو اِبۡنُ السَّبِیۡل کہا جاتا ہے جبکہ وہ راستہ کا بیٹا نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے، جن کو عربی کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا، ہرگز ہرگز اِس محاورہ کا ترجمہ کنجنی کی اولاد نہیں کیا۔ اس محاورۂ زبان کا صحیح ترجمہ باغی، سرکش، اور متمرد انسان ہے۔ آپؑ نے خود اپنی ایک کتاب میں ابن البغاء کا ترجمہ ''سرکش انسان'' بیان فرمایا ہے۔ یہ بات بھی زیرنظر رکھنی چاہئے کہ یہ الفاظ کس سیاق وسباق میں بیان کئے گئے ہیں۔ حضورؑ نے اپنی ان کتب کے حوالہ سے جو غیر مسلموں میں تبلیغ کی غرض سے تالیف فرمائیں، فرمایا ہے: ''یہ وہ کتب ہیں جن کو سب مسلمان محبت اور مؤدت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مجھے قبول کرتے ہیں اور میری دعوت کو سچا سمجھتے ہیں سوائے ان سرکش لوگوں کے جن کے دلوں پر خدا تعالیٰ نے مہر لگادی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے''۔ (ترجمہ عربی عبارت، آئینہ کمالات اسلام)۔ پس یہ سیدھا سادا ترجمہ ہے جس کو مخالفین نے کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔

❁ **بدزبانی کے ضمن میں ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپؑ نے اپنے مخالفین کے بارہ میں لعنت کا لفظ ایک ہزار بار لکھا ہے۔** اس اعتراض میں یہ مغالطہ ہے کہ گویا سب مخالفین کے بارہ میں لعنت کا لفظ لکھا گیا ہے۔ حق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے لعنت ڈالنے کا آخری طریق اُن دشمنانِ اسلام کے خلاف اختیار فرمایا جو محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر سبّ وشتم میں انتہا کو پہنچ چکے تھے۔ نیز اسلام اور قرآن مجید پر بھی دلآزار حملوں سے مسلمانوں کے سینے چھلنی کرتے تھے۔ اس بارہ میں آپؑ نے فرمایا ہے: ''کسی نبی نے سخت گوئی میں سبقت نہیں کی بلکہ جس وقت بدطینت کافروں کی بدگوئی انتہاء تک پہنچ گئی تب خدا کے اذن سے یا اس کی وحی سے وہ الفاظ انہوں نے استعمال کئے''۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی)

بعینہٖ یہی طریق حضور علیہ السلام نے اختیار فرمایا۔

جہاں تک کسی پر لعنت ڈالنے کا سوال ہے۔ قرآن مجید میں اور احادیث میں اس کا جواز ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کے بارہ میں فرماتا ہے: اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمۡ اَنَّ عَلَیۡھِمۡ لَعۡنَۃَ اللّٰہِ وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر یقیناً اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ حساب کیا جائے تو یہ کروڑوں نہیں بلکہ بے حساب لعنتیں بن جاتی ہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے ظالموں کے خلاف ایک عرصہ تک فجر کی نماز میں نام لے لے کران پر لعنت ڈالی۔ (صحیح بخاری)

❁ **یہ اعتراض بھی اٹھایا جاتا ہے کہ آپؑ نے ابتدا میں ''براہین احمدیہ'' میں اسلام کی تائید میں تین سو دلائل دینے اور کتاب کی پچاس جلدیں شائع کرنے کا وعدہ کیا اور یہ دونوں وعدے پورے نہیں کئے۔**

وعدہ خلافی کا الزام تو تب لگ سکتا ہے جب کوئی وعدہ کیا گیا ہو۔ آپؑ نے فرمایا ہے: ''مَیں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اِثباتِ حقیّتِ اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل (یعنی اسلام کی اعلیٰ تعلیمات اور زندہ معجزات۔ ناقل) ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا اور مذکورہ بالا دلائل کے لکھنے کے لئے مجھے شرحِ صدر عنایت کیا... سو میں انشاء اللہ تعالیٰ یہی دونوں قسم کے دلائل اس کتاب میں لکھ کر اس کتاب کو پورا کروں گا''۔ (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

انبیاء کے سب معاملات اللہ تعالیٰ کے اِذن سے اوراس کے منشاء کے مطابق پورے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپؑ کے ارادہ کو اس طور سے پورا فرمایا کہ آپ نے براہین احمدیہ کے چار حصوں کے بعد 85 سے زائد کتب لکھیں جن میں یہ مذکورہ بالا دلائل پوری شرح اور بسط کے ساتھ بیان فرمائے اور آخر میں براہین احمدیہ حصہ پنجم لکھ کر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے ارادہ کو مکمل فرمایا۔ جب اصل مقصود پورا ہوگیا تو اعتراض خودبخود باطل ہوجاتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ بالا 300 دلائل بھی جماعت کی طرف سے کتابی صورت میں شائع شدہ ہیں۔

❁ **یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ پہلے ''براہین احمدیہ'' کی پچاس جلدیں شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا لیکن صرف پانچ جلدیں لکھیں۔** اس کا جواب بھی بنیادی طور پر یہی ہے کہ وعدہ خلافی تو تب ہوتی ہے جب وعدہ کیا گیا ہو۔

حضورؑ نے خود فرمایا ہے: ''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا''۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اس جواب سے کہ پچاس حصے لکھنے کا اصل مقصد پانچ حصوں سے بتمام وکمال پورا ہوگیا، سعید اور نیک فطرت لوگ تو مطمئن ہوجاتے ہیں لیکن سطحی نظر کے لکیر کے فقیر استہزاء پر اتر آتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے یہ مثال کافی ہونی چاہئے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے کو پچاس پاؤنڈ دینے کا وعدہ کیا ہو اور وہ اس کو یہ پچاس پاؤنڈ ایک ایک کر کے دینے کی بجائے دس دس پاؤنڈ کے پانچ نوٹ دیدے تو کیا اِس طرح اُس کا وعدہ پورا نہیں ہوجائے گا؟

معترضین کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ معراج کے موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ نے بار بار پچاس نمازوں میں تخفیف کی درخواست کی تو آخری بار اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کرتے ہوئے فرمایا: ھِیَ خَمۡسٌ وَھِیَ خَمۡسُوۡنَ (بخاری کتاب الصلوٰۃ) کہ اب فرض نمازوں کی تعداد تو پانچ ہے لیکن یہ پچاس کے برابر شمار ہوں گی۔

کسی تحریر کا کمال اس کا مؤثر ہونا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی تاثیر کا سب سے بڑا اور زندہ جاوید ثبوت وہ سب احمدی ہیں جو اِن کتب کو پڑھ کر احمدی ہوئے اور پھر ان کتب نے ان کی زندگیوں میں وہ انقلاب برپا کیا جس نے انہیں ایک ادنیٰ حالت سے اٹھا کر خدا شناس اور پھر خدا نما وجود بنا دیا۔ مخالفین کے نزدیک یہ کتب اگر واقعۃً جھوٹ کا پلندہ ہیں اور اِن کو پڑھنے والا کبھی احمدیت کی آغوش میں نہیں آئے گا تو پھر وہ اِن کتب کو خود شائع کر کے ساری دنیا میں پھیلا کیوں نہیں دیتے؟ آخر کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں ان کتب کی اشاعت کی بھی اجازت نہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے مخالفین کے دلوں میں ایک چھپا ہوا خوف ہے کہ ان کتابوں کے پڑھنے سے لوگ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے عافیت بخش پیغام کی طرف مائل ہوجائیں گے۔

حق بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تحریرات نور اور ہدایت کا ایک بےنظیر خزانہ ہیں اور اس دَور میں حقیقی اسلام کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ خود مسیح پاک علیہ السلام نے فرمایا ہے: ''میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

نیز فرمایا: ''وہ زندگی بخش باتیں جو مَیں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اَور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا... یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کیلئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی''۔ (ازالہ اوہام)

اس لئے آپ نے افراد جماعت کو اِن کتب کے پڑھنے کی تاکیدی نصیحت فرمائی اور ایک جگہ فرمایا: ''سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم ازکم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے''۔ (ملفوظات جلد 4)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اِس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اِس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اِن بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہوجائیں کہ جس کے سامنے دجّال کی تمام تاریکیاں کافور ہوجائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کُل عالَم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین''۔ (پیغام مجریہ 10 اگست 2008ء)

...❁...❁...❁...

ظالم معاندینِ احمدیت کے نام

کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ خدا
کیوں بھلا بیٹھے ہو تم روزِ جزا
جو لگایا میرے مولا نے شجر
کاٹ ڈالو گے اسے کیسے بھلا؟
شاہد و مشہود کے انکار پر
روبرو مولیٰ کے تم بولو گے کیا؟
ظلم کرتے ہو عبث تم رات دن
کیوں بنے پھرتے ہو تم خود ہی خدا
سوچ لو کہ ظلم کی پاداش میں
کوئی بچتا تم نے دیکھا ہے بھلا؟
خوں شہیدانِ وفا کا ظالمو!
رنگ لائے گا یقیناً جابجا
یاد رکھنا جب پکڑتا ہے خدا
نقشِ دھرتی سے وہ دیتا ہے مٹا
آج ہر اِک ملک میں ہر احمدی
کر رہا ہے اپنے مولیٰ سے دُعا
''کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربِّ الوریٰ''

(عطاء المجیب راشد)

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

June 09, 2017 – June 15, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 09, 2017

00:10	World News
00:30	Dars-e-Ramadhan: Ramadhan and financial sacrifices.
00:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 47.
01:05	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal: Blessings of Khilafat year by year from 1908-2008.
01:35	Pakistan in Perspective
02:25	Tilawat: Part 7
03:20	Shama'il-e-Nabwi (saw): The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
03:50	Pakistan in Perspective
04:20	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 57-61 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 62, recorded on May 7, 1988.
06:00	Tilawat: Part 14
07:00	Ramadhan Dars-e-Hadith: Importance of Friday prayers.
07:20	Yassarnal Quran: Lesson no. 50.
07:45	Ramadhan Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il: A discussion programme on issues related to Ramadhan. Recorded on June 7, 2017.
08:50	Indonesian Service
09:55	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic verses 93-98 of Surah Aale-Imraan, by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 70, recorded on April 30, 1989.
11:30	Live Transmission From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Transmission From Baitul Futuh
13:30	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 115-148. Part 5.
13:45	Yassarnal Quran [R]
14:05	Shotter Shondane: Recorded on May 26, 2017.
15:15	Dars-e-Ramadhan [R]
15:35	Hamara Aaqa: The character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Live Nashr-e-Ramadhan
19:20	Tilawat: Part 14
20:20	Seerat-un-Nabi (saw): The honesty and high morals of the Holy Prophet (saw).
21:05	Friday Sermon [R]
22:15	Ramadhan Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il [R]
23:15	Tilawat [R]

Saturday June 10, 2017

00:10	World News
00:30	Rah-e-Huda: Recorded on June 3, 2017.
02:25	Tilawat: Part 15
03:55	Friday Sermon
04:25	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Part 15. Surah Banee Israa'eel and Surah Al-Kahf.
07:00	Dars-e-Ramadhan: Importance of Itika'af.
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
08:00	International Jama'at News
08:35	Friday Sermon: Recorded on June 9, 2017
10:00	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: Qur'anic Surah's: Al-Lahab, Al-Ikhlaas, Al-Falaq and An-Naas by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Recorded on May 6, 1989.
12:00	Maidane Amal Ki Kahani
12:45	Al-Saum
13:00	Tilawat: Surah An-Nisaa, verses 149-177. Part 6.
13:15	Dars-e-Ramadhan [R]
13:30	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Maidane Amal Ki Kahani [R]
15:40	Al-Saum: Children's programme about Ramadhan.
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Live Nashr-e-Ramadhan: A live programme based on discussions on various topics related to Ramadhan.
19:05	Tilawat: Part 15. Surah Banee Israa'eel and Surah Al-Kahf.
20:30	Friday Sermon [R]
21:40	Dars-ul-Qur'an [R]
23:00	Tilawat: Part 16

Sunday June 11, 2017

00:00	World News
00:15	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
00:45	Al-Tarteel
01:10	Maidane Amal Ki Kahani
01:55	Al-Saum
02:25	Tilawat
03:15	Maidane Amal Ki Kahani
04:00	Friday Sermon
05:10	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Part 16
06:55	Dars-e-Ramadhan: Service to humanity in Ramadhan
.07:15	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 50.
07:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class: Recorded on December 1, 2013.
08:40	Faith Matters: Programme no. 159.
10:00	Indonesian service
11:05	Dars-ul-Qur'an: Al-Lahab, Al-Ikhlaas, Al-Falaq and An-Naas by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Recorded on May 6, 1989.
12:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 1-18. Part 6.
12:15	Dars-e-Ramadhan [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on June 9, 2017,
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on May 26, 2017.
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class [R]
16:20	Qur'an Sab Se Acha
16:55	Kids Time: Programme no. 43.
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat: Part 16
19:10	Live Nashr-e-Ramadhan
20:25	In His Own Words
21:00	The Message Of The Holy Quran
21:15	Seerat-e-Rasool (saw): The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw)
22:00	Dars-ul-Qur'an [R]
23:00	Tilawat [R]

Monday June 12, 2017

00:00	World News
00:20	Friday Sermon
01:30	The Message Of The Holy Quran
01:40	Qur'an Sab Se Acha
02:20	Seerat-e-Rasool (saw): The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) in reflection to Ramadhan-ul-Mubarak.
03:00	Friday Sermon
04:35	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Part 17
07:00	Ramadhan Dars-e-Hadith: Importance of congregational prayers.
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
08:00	International Jama'at News
08:35	Hamari Taleem: A programme based on the book 'Kishte-e-Nuh', written by the Promised Messiah (as).
09:00	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
09:45	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on January 6, 2017.
11:00	Dars-ul-Qur'an: 103-110 of Surah Aale Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 72, recorded on March 31, 1990.
12:25	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
13:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 19-42. Part 6.
13:15	Dars-e-Ramadhan [R]
13:30	Al-Tarteel [R]
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan [R]
15:35	Hamari Taleem [R]
16:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
16:20	In His Own Words
17:00	Al-Tarteel [R]
17:30	World News
18:00	Tilawat: Part 17
19:00	Live Nashr-e-Ramadhan
20:25	Dars-ul-Qur'an [R]
21:00	Hamari Taleem [R]
21:30	Dars-ul-Qur'an [R]
22:50	Friday Sermon: Recorded on July 15, 2011.

Tuesday June 13, 2017

00:05	World News
00:25	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
00:50	The Holy Prophet And Ramadhan
01:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:30	Tilawat: Part 18.
03:20	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
03:55	In His Own Words
04:25	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Part 18
06:55	Dars-e-Ramadhan: Ramadhan and kindness.
07:10	Yassarnal Quran: Lesson no. 51.
07:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class: Recorded on December 1, 2013.
08:45	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail: Recorded on June 24, 2015.
09:50	Indonesian Service
10:55	Dars-ul-Qur'an: 93-102 of Surah Aale Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 73, recorded on April 1, 1990.
12:25	Friday Sermon: Recorded on June 9, 2017.
13:30	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 43-60. Part 6.
13:40	Dars-e-Ramadhan [R]
13:55	Yassarnal Quran [R]
14:15	Bangla Shomprochar
15:20	Spanish Service
15:50	Philosophy Of The Teachings Of Islam: A book of the Promised Messiah (as).
16:10	Noor-e-Mustafwi (saw)
16:25	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
17:30	Yassarnal Quran [R]
17:50	World News
18:15	Live Nashr-e-Ramdhan
19:20	Tilawat: Part 18. Surah Al Mu'minoon, Surah An-Noor and Surah Al-Furqaan.
20:20	Noor-e-Mustafwi (saw) [R]
20:35	Faith Matters: Programme no. 159.
21:35	Dars-ul-Qur'an [R]
23:10	Tilawat [R]

Wednesday June 14, 2017

00:05	World News
00:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class
01:35	InfoMate
02:20	Tilawat: Part 18.
03:10	In His Own Words
03:40	Philosophy of Teaching of Islam
04:05	Story Time
04:25	Dars-ul-Qur'an
06:00	Tilawat: Part 19.
07:00	Dars-e-Ramadhan: Ramadhan and Lailatul Qadr.
07:30	Al-Tarteel: Lesson no. 36.
08:00	In His Own Words
08:35	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
09:10	Ahmadiyyat In Spain
09:55	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: 103-110 of Surah Aale Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 74, rec. April 7, 1990.
12:25	Kids Time: Programme no. 43.
13:00	Tilawat: Surah Al-Maa'idah, verses 61-83. Part 6.
13:10	Dars-e-Ramadhan [R]
13:30	Al-Tarteel [R]
13:55	Bangla Shomprochar
15:00	Live Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
16:00	Kids Time [R]
16:30	Faith Matters: Programme no. 158.
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Live Nashr-e-Ramadhan
19:05	Tilawat: Part 19
20:30	Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:35	Dars-ul-Qur'an [R]
23:00	Tilawat: Part 20

Thursday June 15, 2017

00:00	World News
00:20	Faith Matters
01:25	The Holy Prophet (saw) And Ramadhan
02:25	Tilawat
03:25	Ramadhan Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
04:35	Dars-ul-Qur'an
06:05	Tilawat: Part 6
07:00	Dars-e-Ramadhan
07:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 47.
07:55	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
08:30	Beacon Of Truth: Rec. May 8, 2016.
09:20	Shama'il-e-Nabwi (saw): The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
09:55	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Qur'an: 57-61 of Surah Aale-Imraan, by Khalifatul-Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 62, recorded on May 7, 1988.
12:40	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
13:05	Tilawat: Part 4
13:20	Dars-e-Ramadhan [R]
13:35	Yassarnal Qur'an [R]
14:00	Friday Sermon: Recorded on May 26, 2017.
15:10	Pakistan in Perspective
15:45	Shama'il-e-Nabwi (saw) [R]
16:15	Persian Service
16:45	Beacon Of Truth [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Live Nashr-e-Ramadhan
19:05	Tilawat: Part 6
20:15	Faith Matters: Programme no. 160.
21:15	Dars-e-Ramadhan [R]
21:30	Dars-ul-Qur'an [R]
23:10	Tilawat [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 Friday 09 June 2017 Issue No. 23

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2017ء

واقفاتِ نَو (لجنہ) کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس۔
واقفاتِ نَو کے سوالات اور حضور انور کے پُر حکمت جوابات۔ تقریب آمین۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

23/اپریل بروز اتوار 2017ء
(حصہ دوم)

واقفاتِ نَو کی کلاس

بعدازاں پروگرام کے مطابق واقفاتِ نَو (لجنہ) کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ پروگرام شروع ہوا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ تنزیلہ خالد صاحبہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ نبیلہ احمد صاحبہ نے پیش کیا۔

بعدازاں عزیزہ ملیحہ ناصر صاحبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کا عربی متن پیش کیا اور عزیزہ وجیہہ نازش صاحبہ نے اس حدیث کا درج ذیل ترجمہ پیش کیا:

''حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہاری صورتوں کو (کہ خوبصورت ہیں یا بَدصورت) بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے (کہ ان میں کتنا اخلاص اور حسنِ نیّت ہے)۔
(مسلم کتاب البرّ والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذّہ)

اس کے بعد عزیزہ طاہرہ احمد صاحبہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اللہ کا خوف اسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول وفعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول وفعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ موردِ غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ قول کتنا ہی پاک ہو۔ وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اسی لئے کہ تخم ریزی کی جاوے جس سے پھلدار درخت ہو جاوے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے؟ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے، محض زبانی دعوے کرتی ہے وہ غنی ہے، وہ پرواہ نہیں کرتا۔ بدر کی فتح کی پیشگوئی ہو چکی تھی، ہر طرح فتح کی امید تھی لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رو رو کر دعا مانگتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ جب ہر طرح فتح کا وعدہ ہے تو پھر ضرورتِ الحاح کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ذات غنی ہے، یعنی ممکن ہے کہ وعدۂ الٰہی میں کوئی مخفی شرائط ہوں۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 8)

بعدازاں عزیزہ ثمینہ ظفر صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کے منظوم کلام

عہد شکنی نہ کرو اہلِ وفا ہو جاؤ
اہلِ شیطاں نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ

میں سے منتخبہ اشعار پیش کئے۔

اس کے بعد عزیزہ عفیفہ احمد، عزیزہ سعدیہ نصیر، عزیزہ صدف نفیس اور عزیزہ منصورہ حنا نے ''واقفاتِ نَو کی ذمّہ داریاں'' کے عنوان پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات پیش کیں۔ عزیزہ منصورہ حنا کی تقریر کا متن درج ذیل ہے:

واقفاتِ نَو کی ذمہ داریاں

سیدی پیارے آقا ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز! خدا تعالیٰ کے فضل سے آج اس کلاس میں ایسی واقفاتِ نَو کو شمولیت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے جو کہ اپنی تعلیم مکمل ہونے کے بعد دوبارہ تجدیدِ وقف کر کے اس بات کا عہد کر چکی ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہیں گی۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے والدین نے ہمیں دین کی خدمت کے لئے پیش کیا اور ہماری تربیت اس رنگ میں کی کہ آج ہم خلیفۂ وقت کی خدمت اقدس میں اپنے آپ کو پیش کر رہی ہیں۔ پیارے آقا سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری اور ہمارے والدین کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ہمیں اعلیٰ خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

میری واقفاتِ نَو بہنو! یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں بچپن سے ہی خلفائے وقت کی رہنمائی میں پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ پیارے آقا نے عمر کے ہر موڑ پر ہماری تربیت اور رہنمائی فرمائی۔ جیسا کہ 2012ء کے سالانہ اجتماع یوکے کے موقع پر آپ نے فرمایا:

''آپ میں سے بہت ساری واقفاتِ نو بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہیں اور اس طرح خود اس عہد کو جاری رکھنے کا عہد کیا ہے جو آپ کے والدین نے آپ کی ولادت سے پہلے کیا تھا۔ آپ سب کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف وہی زندگی کامیاب سمجھی جا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول میں گزاری جاتی ہے اور ایک واقفۂ نَو لڑکی ہونے کی حیثیت سے آپ کو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ آپ کا وجود حضرت مریمؑ کے وجود کی طرح ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہمیشہ ان کے کردار اور طرزِ عمل کو راہنما کے طور پر اپنے سامنے رکھیں۔ .... ہر مومن عورت کے لئے لازم ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی برکات حاصل کرنا چاہتی ہے اور اس کا قرب چاہتی ہے تو وہ اپنی عصمت اور عزت کی حفاظت کرے۔ بہرحال ہر واقفۂ نَو ایک مثال ہے اور دوسری لڑکیوں کے لئے پیروی کرنے کے لئے ایک رول ماڈل ہے۔ اور انہیں چاہئے کہ وہ دوسروں کو حیا، عصمت اور عزت کرنے میں رہنمائی کریں۔ .... حضرت مریمؑ کی ایک دوسری بڑی خوبی جو کہ قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صدیقہ تھیں۔ صدیقہ سچ بولنے والی عورت کو کہتے ہیں۔ .... اب آپ نے خود اس عہد کی تجدید کی ہے۔ اس لئے آپ کو بھی اسے ہمیشہ سچائی اور ایمانداری کے راستے پر چلتے ہوئے پورا کرنا چاہئے۔ آپ کا ہر عمل مکمل سچائی پر اور خدا تعالیٰ کے خوف پر مبنی ہونا چاہئے۔ جو آپ کریں یا کہیں وہ یہ ظاہر کرے کہ آپ ایک واقفۂ نَو ہیں۔ آپ ایک صدیقہ ہیں جو کہ مکمل طور پر سچا وجود ہیں کیونکہ آپ ایک واقفۂ نَو ہیں۔ جو بھی ہو آپ سچ بولنے والی کی حیثیت سے پہچانی جائیں۔ جب آپ یہ اعلیٰ معیار حاصل کر لیں گی صرف تب آپ اپنا وہ عہد پورا کرنے والی ہوں گی جو کہ آپ نے خلیفۂ وقت سے باندھا ہے۔ .... آپ سب کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کافی نہیں کہ آپ کا کردار ایسا ہو کہ دوسرے آپ پر الزام نہ لگا سکیں بلکہ اس سے بڑھ کر آپ کو ایسے اعلیٰ اخلاق اپنانے چاہئیں کہ آپ کا طرزِ عمل دوسروں کے لئے ایک خوبصورت قابل تقلید مثال بن جائے۔

اس لئے اپنی عبادت کے اعتبار سے آپ کو سب کے لئے رول ماڈل ہونا چاہئے۔ اپنی سچائی کے اعتبار سے آپ کو سب کے لئے ایک رول ماڈل ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ پر اپنے توکّل کے اعتبار سے آپ ہر ایک کے لئے ایک رول ماڈل ہوں۔ اور اپنی پاکبازی اور عفت کے اعتبار سے آپ ہر ایک کے لئے ایک رول ماڈل ہوں۔ اسی طرح آپ کو بے فائدہ اور وقت ضائع کرنے والی مصروفیات سے دُور رہنے میں ایک مثال قائم کرنی چاہئے۔ اور ان سے کسی بھی طرح متأثر نہ ہوں۔ اور آپ کا کسی بھی ناپسندیدہ فیشن اور رواج کی طرف رجحان نہیں ہونا چاہئے۔ کہا جاتا ہے کہ لڑکیوں کو فیشن کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کے فیشن کے لئے بعض پروگرام ہونے چاہئیں لیکن آپ کو ان سے دُور رہنا چاہئے۔

جب آپ ان تمام خوبیوں کو اپنا لیں گی تو آپ صرف ایک ایسا وجود نہیں ہوں گی جس کے اخلاق اعلیٰ معیار کے ہوں گے بلکہ آپ آئندہ نسلوں کے اخلاق اور تقویٰ کی ضامن ہوں گی۔ اسی لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے رکھیں اور ان تمام چیزوں سے دُور رہیں جو اُسے پسند نہیں۔

ہمیشہ خلافت سے وفا کا تعلق قائم رکھیں اور اس کی حفاظت اور استحکام کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔ آپ جمعہ کے خطبوں کو غور سے سنا کریں اور خلیفۂ وقت کی دوسری تقریروں کو بھی۔ اور ان پر ہر ممکن عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

(واقفین نَو کی تعلیم و تربیت صفحہ 163 تا 168)

....

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفاتِ نَو (لجنہ) کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

....

واقفاتِ نَو کے ساتھ مجلس سوال وجواب

☆ اس کے بعد ایک واقفۂ نَو نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ اُن کی والدہ کینسر کی مریضہ ہیں اور وہ دعا کی درخواست کرنا چاہتی ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

☆ اس کے بعد ایک واقفۂ نَو نے سوال کیا کہ بعض بچوں یا لوگوں کا نام 'محمد' ہوتا ہے اور لوگ نام پکار کر گالی دیتے ہیں اور پھر ساتھ ہی عادت کی وجہ سے 'صلی اللہ علیہ وسلم' بھی کہہ دیتے ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں